رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دار الامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

شرح اشتہارات فی سطر - سالانہ - ششماہی - سہ ماہی

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

(قیمت سالانہ پیشگی ۵ ششماہی ۳)

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۱۴/۲۱ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ۱۲/۱۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳/۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں (۱) ہفتہ زیر اشاعت میں حضور امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ناساز رہی۔ احباب دعائے صحت کیلئے التزام رکھیں۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت کامل عطا فرماوے آمین (۲) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ بنصرہ کی سفارش کے بعد جلسہ پر فاروق کے ۲۲ خریدار جدید ہوئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ فاروق کو پانسو جدید خریدار مطلوب ہیں۔ اس سفارش کے بعد جو احباب درخواست خریداری ارسال کرینگے۔ ان کے اسمائے گرامی فاروق میں شائع کرتا رہوں گا۔ تاکہ حضور کے علم میں تعداد خریداران آتی رہے۔ اور ایسے خریداروں کے لئے میں حضرت صاحب کی خدمت میں دعا خیر و برکت کی درخواست کروں گا۔ احباب اس سفارش کا احترام کریں۔ تاکہ ہم خرما و ہم ثواب حاصل ہو۔

اخبار فاروق کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی سفارش

پیشتر اس کے کہ میں نے آج کی تقریر کے لئے جو مضمون منتخب کیا ہے۔ اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ میں ایک دو باتیں اپنے مقررہ لیکچر کے علاوہ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ کل ایڈیٹر صاحب فاروق کی طرف سے خواہش کی گئی تھی۔ کہ انکے اخبار کے متعلق سفارش کروں۔ تاکہ ان کا اخبار ایسے مقام پر پہنچ جائے۔ کہ خود اخراجات برداشت کر سکے۔ میں جہاں تک سمجھتا ہوں

اخبار فاروق

اپنے مضامین کے لحاظ سے جماعت میں بے ضرورت نہیں۔ مجھے اکثر اسکے مضامین دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور میں ہمیشہ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ باوجود الفضل اور دوسرے اخبارات کے اسکی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے مسائل پر بحث ہوتی ہے۔ جو الفضل اور ان دوسرے جرائد میں جو انجمن کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ اس رنگ میں بحث نہیں کی جا سکتی۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ فاروق نقائص سے پاک ہے۔ اور اس میں ترقی کی گنجائش نہیں کئی ترقیوں کی ضرورت ہے۔ مگر باوجود نقائص کے مفید اخبار ہے۔ اور اس کی سفارش کرنے سے میں ہچکچاتا نہیں۔ پس میں دوستوں سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ہو سکے اس کی خریداری بڑھائیں۔

(فرمودہ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء بتقریب جلسہ سالانہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

(یوپی)

— کانگرس کے حکم کی تعمیل میں اسمبلی اور صوبجاتی کونسلوں کے کانگریسی ممبروں نے استعفے دینے شروع کر دیئے ہیں۔ کچھ بغاوت پر بھی تلے ہوئے ہیں:

— کانگرس کے پاس کردہ رزولیوشن آزادی پر غور کے لئے اکالی دل کا اجلاس ۲۰ر جنوری کو ہوگا:

— لالہ ہری چند ایم سی نے شہر قانونی لاہور میونسپلٹی نے انقلاب کے خلاف جو مقدمہ ہتک عزت دائر کیا تھا۔ انقلاب کے غیر مشروط معافی مانگ لینے پر واپس لے لیا گیا:

— انڈین پولیس سروس کے لئے بنگال سے مسٹر پرشوتم لال۔ یو۔پی سے مسٹر شمبر دیال۔ پنجاب سے مسٹر انور علی اور سرحدی صوبہ سے مسٹر وذیر چند لئے گئے:

— ہندوستان میں غلامی نامی کتاب کی ضبطی کے خلاف اپیل ہائیکورٹ کلکتہ سے مسترد کر دی گئی:

— امریکہ میں قانون امتناع شراب پر عمل درآمد ہونے کی وجہ سے سنہ ۱۹۲۹ء میں ۷۵ ہزار آدمی سزایاب ہوئے اور ۱۵ لاکھ پونڈ جرمانہ وصول ہوا:

— سبھاش بابو نے اپنی مودی دروازہ کی تقریر میں بتایا۔ کہ ہم بنگال میں تحریک سول نافرمانی شروع کرنے والے ہیں۔ اور آج رات وہاں سے گرفتاریاں ہونے کی خبر موصول ہوئی ہے:

— کانگرس کی کارکن کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۶ر جنوری کو ہندوستان بھر میں یوم آزادی کامل منایا جائے:

— پنڈت موتی لال نہرو نے اسمبلی کی نشست سے استعفےٰ دیدیا۔ اور اپنی پارٹی کے دوسرے ممبران کو مستعفی ہونے کی ہدایت کی ہے:

پنڈت مدن موہن مالوی چاہتے ہیں۔ کہ استعفےٰ دینے کا معاملہ ۱۸ر جنوری تک ملتوی کر دیا جائے:

— بابا گوردت سنگھ نے کانگرس کارکن کمیٹی کے سامنے تجویز رکھی ہے۔ کہ قومی جھنڈا جہاں ہرایا گیا ہے وہ جگہ گورنمنٹ سے خرید لی جائے۔ اور جھنڈا وہاں ہمیشہ رہے:

— کانگرس والنٹیروں کے کپتان جگن ناتھ نے ایک سکھ کے لڑکے کو جو راوی کے پل سے ۲۰ فٹ کی بلندی سے دریا میں گر پڑا تھا۔ اس کے پیچھے کود کر بچا لیا۔ سیٹھ صاحب نے ہزار روپیہ انعام پیش کیا۔ لیکن کپتان نے یہ کہکر انکار کر دیا۔ کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے:

— دہلی سے زیر ایڈیٹری مسٹر منرو سابق ایڈیٹر "پاونیر" ایک روزانہ اخبار نکلنے والا ہے۔ جو مسلم حقوق کی حفاظت کرے گا:

— جرمنی میں ایک ایسا ہوائی جہاز تیار کیا جا رہا ہے جو بلندی عظیم تک جا سکے گا۔ اس کے بعد ایک اور ہوائی تیار کیا جائے گا۔ جس کے ذریعہ چاند تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی:

— خبر ہے۔ کہ لیبر گورنمنٹ گول میز کانفرنس کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ خواہ اس میں کانگرس کے نمائندے شامل نہ ہوں:

— بہار کونسل میں ایک ہندو ممبر نے اس مطلب کے رزولیوشن کا نوٹس دیا ہے۔ کہ صوبہ میں گائے۔ بکری۔ بھیڑ وغیرہ جانوروں کا ذبح کیا جانا قانوناً بند کیا جائے:

— کانگرس کے سلسلہ میں سودیشی مصنوعات کی نمائش میں چالیس ہزار روپیہ ٹکٹوں کی فروختگی سے جمع ہوا:

— کانگرس نے کونسلوں کے بائیکاٹ کا رزولیوشن تو پاس کر دیا۔ لیکن اس کے متعلق خصوصاً ممبران کونسل میں بھاری اختلاف ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ کونسلوں کے کانگرسی ممبر ایک نئی پارٹی بنانے کی تجویز کر رہے ہیں مستعفی ہو کر وہ دوبارہ انتخاب کے لئے کھڑے ہوں گے۔ انکا مقصد یہ ہے۔ کہ کونسلوں میں رہکر اندر سے جنگ جاری رکھی جائے:

— کانگرس کے پنڈال میں نصف درجن آلۂ انتشار (لاؤڈ سپیکر) لگائے گئے۔ جس سے ڈاکٹر کچلو اور پنڈت جواہر لال نہرو کی آواز پنڈال کے ہر ایک کونہ میں بالکل صاف صاف سنائی دیتی تھی۔ اس لئے پنڈال میں بالکل ہی خاموشی رہی۔ اور ہر شخص نے تقریر کو اچھی طرح سنا۔

— ۲۹ر دسمبر کو کانگرس میں شریک ہونے والوں کے لئے ۵ ہزار سے زیادہ وزیٹر ٹکٹ فروخت ہوئے۔ اور دو ہزار سے زیادہ استقبالیہ کمیٹی کے ممبر کانگرس کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ ۲۹ر کو کانگرس کے اجلاس میں قریباً دس بارہ ہزار آدمی شریک ہوئے:

— ہندوستان میں منظم جماعتوں کو توڑنے کے لئے سکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغرساں افسر مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ افسر گورنمنٹ آف انڈیا کے پولٹیکل حکام کے ساتھ ملکر ان جماعتوں کے کاموں کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ یہ افسر کئی ماہ سے ہندوستان میں کام کر رہے ہیں:

— لنڈن میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ عنقریب یہ تجربہ کار افسر تمام خوف پھیلانے والے امن سوز لوگوں کو گرفتار کر لیں گے:

— وائسرائے کی ٹرین کو بم سے اڑانے کی ناکام کوشش کے متعلق کانگرس نے جو قرارداد مذمت منظور کی اس پر لنڈن کے ایک اخبار نے یہ رائے زنی کی ہے۔ کہ کانگرس جو کہ تہذیب کے نام سے ہندوستان پر حکومت کرنے کے لئے اپنے آپ کو قابل سمجھتی ہے۔ سیاسی قتل کی مذمت کرنے میں بھی متحد اور متفق نہیں ہے:

— مہاتما گاندھی کے خود مختاری اور مکمل آزادی کے ریزولیوشن پر لنڈن کے اخبارات سخت مخالفانہ رائے زنی کر رہے ہیں۔ اخبار مارننگ پوسٹ لکھتا ہے۔ کہ مہاتما کا یہ ریزولیوشن علانیہ اور گستاخانہ غداری اور قانون تعزیرات ہند کی خلاف ورزی ہے۔ اگر حکومت ہند کو وقار یا اقتدار کی کچھ سمجھ ہے۔ تو اس کو چوٹی کے لیڈروں پر مقدمہ چلانا چاہیئے:

— کانگرس کی کارکن کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو بجس لیٹو کونسلوں کے مقاطعہ کے ساتھ سکولوں اور عدالتوں کے مقاطعہ کر دینے پر بھی غور کرنا چاہیئے:

— لارڈ پیل سابق وزیر ہند نے دہلی میں قیام کر کے سر تیج بہادر سپرو اور کئی دیگر ہندو لیڈروں سے ملاقات کی:

— امریکہ کے اخباروں کے تین نامہ نگاروں کے علاوہ اخبار ڈیلی میل لنڈن ٹائمز لنڈن اور اخبار مانچسٹر گارڈین کے تین نامہ نگار بھی کانگرس نگر میں پہنچکر وہیں مقیم رہے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۳۰ء

غیر احمدی کی امامت

بعض نادان لوگ احمدیوں پر یہ اعتراض کرتے ہوتے ہیں۔ کہ احمدی جماعت کے لوگ دیگر لوگوں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اس اعتراض کا فلسفیانہ معقول جواب جو نہایت ہی قابل قدر ہے۔ ناظرین فاروق کے لئے لکھا جاتا ہے۔ جو یہ ہے:۔

کہ اصل غرض امام بنانے اور باجماعت صلوٰۃ ادا کرنے سے یہ ہے کہ شخصی اغراض پر اس قدر حکام توجہ نہیں کرتے۔ جس قدر کہ قومی مطالب پر توجہ کرتے ہیں اور قومی مطالب کے پیش کرنے کا احسن طریق یہ ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کو وہ اپنا وکیل بناویں۔ جو کہ اس دربار میں جہاں کہ اپنے مدعا پیش کرتے ہیں۔ قبولیت رکھتا ہو۔ یا کم از کم ان میں سے چیدہ اور منتخب انسان ہو۔ اور نیز اس قوم کا اس کی نسبت یہ خیال ہو۔ کہ سب سے بڑھ کر وہ قومی فوائد اور قومی سعادت کے حصول کا خواہش مند ہے۔ یہیں علاوہ اور جائز وجوہات کے یہ وجہ بھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو سخت تاکید فرمائی ہے۔ کہ وہ کسی غیر احمدی متشکک یا مستردد مداہن وغیرہ کے پیچھے صلوٰۃ ادا نہ کریں۔ کیونکہ غیر احمدی ہونے کے باعث نہ تو احمدی اس کو اپنے مطالب دینی دنیوی کے پیش کرنے کے لئے اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو دربار الٰہی میں احمدی سے بڑھکر کیا بالکل بھی قبولیت حاصل نہیں ہے

مانگے اگر دعا بھی تو اس میں اثر نہیں

ہذا غیر احمدی کو دربار الٰہی میں یقیناً قبولیت نہیں۔ اور نہ وہ احمدی کے فائدہ اور اس کی سعادت دارین کا خواہاں یقین کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ حقیقت میں غیر احمدی۔ احمدی کے مقاصد کے حصول کے لئے دعا کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ احمدی کے مقاصد تو یہ ہیں۔ کہ احمدی سلسلہ ساری دنیا میں پھیل جائے۔ اور سب مخالف ناکام و نامراد رہ جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خداوند کریم بے شمار رحمتیں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو کامل نصرتیں نازل اور عطا فرمادے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ ایک غیر احمدی خصوصاً وہ جو مخالف ہو کبھی یہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس میں دعا کا کبھی اس کو جوش پیدا ہو سکتا ہے۔ جو کہ قبولیت دعا کے لئے از بس ضروری ہے۔ بلکہ وہ بدقسمت تو یہ دعا کرے گا۔ خواہ وہ قبول نہ ہو۔ کہ نعوذ باللہ خدا اس سلسلہ کو تباہ کرے۔ اور بڑے بڑے مصائب سے ان کو ہلاک کرے۔ وغیر ذالک۔ پھر بھلا ایک سچا احمدی ایسے شخص کو کس طرح اپنا وکیل بنا سکتا ہے؟ کیا وہ مخالف کی مذکورہ بالا دعا پر مقتدی بنکر آمین کہے؟ دنیا کے ادنیٰ ادنیٰ کاموں میں تو کوئی ایسے انسان کو اپنا وکیل نہیں بناتا۔ جس کی نسبت یہ خیال ہو۔ کہ دربار میں اس کی کچھ عزت نہیں۔ بلکہ حکام اس سے سخت ناراض ہیں۔ یا جس شخص کی نسبت یہ خیال ہو۔ کہ یہ میرا خیر خواہ نہیں۔ بلکہ پرلے درجہ کا بدخواہ ہونے کے علاوہ اس کے مقاصد میرے مقاصد کی ضد ہیں۔ تو کیا دین و دنیا کے سب مقاصد میں ایک سچا احمدی ایسے لوگوں کو اپنا وکیل بنالے؟

ان لوگوں کی عقل پر نہایت افسوس آتا ہے جو کہ باوجود ایسے واضح ترین امور کے پھر بھی کہتے ہیں۔ کہ احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اور خود تو حضرت ابوبکرؓ یا کسی اور خلیفہ اور امام کے منکر کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ مگر احمدیوں کو کہتے ہیں۔ کہ اس امام اعظم کے منکر کے پیچھے نماز پڑھو۔ جس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہؓ کو خصوصاً تمام امت کو عموماً مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ امامکم منکم وہ مسیح موعود تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا۔ تو جس کو آنحضرتؐ نے تمام امت کا امام قرار دیا ہے۔ اس کے منکر کے پیچھے ادائے صلوٰۃ سے کیوں منع نہیں کرتے ہیں۔

اور اس سے بھی زیادہ افسوس بعض ان کمزور احمدیوں پر ہے۔ جو مصلحت وقت جیسے نامعقول عذر خام پر بیڈھڑک ملاّنوں اور منافقوں کے ساتھ ملکر نمازیں ضائع کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مفصل اور محکم حکم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ خداوند تعالےٰ ایسے دوستوں کو بصیرت اور استقلال عطا فرماوے۔ اور ان کی کمزوریوں کو رفع کرے ٭ آمین ٭

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد

حضور نے جلسہ سالانہ پر بھی اس امر کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ حضور سال رواں میں سلسلہ کی تبلیغ کے واسطے مختلف اوقات میں چھوٹے چھوٹے ہینڈ بل اور اشتہارات رقم فرما کر بکثرت شائع کرینگے۔ تاکہ احمدیت کی تبلیغ میں وہ جوش پیدا ہو جائے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہارات کے ذریعہ پیدا کیا تھا۔ اب ۱۰ر جنوری جمعہ کے خطبہ میں حضور ایدہ اللہ نے خاص طور پر اس کا ارشاد فرمایا ہے کہ حضور عنقریب ایک ہینڈ بل اس غرض کے واسطے تحریر فرما کر شائع کرنے کو دینگے۔ اور حضور چاہتے ہیں۔ کہ ایسے اشتہاروں کی اشاعت کم از کم ایک ایک لاکھ ہوتی رہے۔ تاکہ دنیا میں شور پڑ جائے۔ اور اسکی اشاعت کا بہتر طریق یہی ہو سکتا ہے۔ کہ تمام ذیمقدرت احباب اور بیرونی انجمن ہار کے امراء و سیکرٹریان تبلیغ اپنی اپنی انجمنوں میں مشورہ کر کے اتنی تعداد ان اشتہاروں کی خرید کر تقسیم کریں۔ جو ایک لاکھ تک اشاعت ہو جائے۔ اور ان اشتہاروں کی قیمت لاگت کے برابر قریباً پانچ روپیہ فی ہزار ہوگی۔ اس طرح اگر سو انجمنیں علاوہ ذی مقدرت احمدی اصحاب کے ایک ایک ہزار کی اشاعت اپنے ذمہ لے لیں تو ایک لاکھ اشاعت ہر اشتہار کی آسانی ہو سکتی ہے۔ جو علاوہ ان احباب کے ہوگی جو اکیلے ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم کر سکتے ہیں۔ اور یہ اشتہار غالباً مختلف مضامین کے سال بھر میں دس یا بارہ شائع ہونگے۔ جو ہر ایک ایک ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہو جانا احمدی جماعت کی ہمت سے بالا نہیں ہے۔ پس جو انجمنیں اور احباب اس کے مستقل خریدار بننے کی توفیق حاصل کریں۔ وہ جلد از جلد اپنے اپنے نام معہ تعداد خریداری ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے پاس بھیجدیں۔ تاکہ جب جب یہ ...... یہ اشتہار شائع ہوتے رہیں۔ تب تب مطلوبہ تعداد ان کے نام روانہ ہوتی رہے۔ اور یہ سلسلہ کم از کم ایک سال برابر جاری رہے گا انشاء اللہ۔ اور بہتر یہ ہوگا کہ ہر ایک خریدار اپنی تعداد مطلوبہ کی قیمت بحساب بالا اپنی درخواست کے ساتھ ناظر صاحب موصوف کے پاس بھیجدے۔ تاکہ طبع اشتہارات میں اخراجات کی آسانی ہو جاوے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن نمبر ۲

ذیل کا مضمون قریباً ایک سال سے فاروق میں برائے اشاعت پہنچا تھا۔ لیکن کاغذات میں یہ ایسا گم ہوا۔ کہ باوجود تلاش کے بھی نہ ملا۔ اب جلسہ سالانہ پر جو دفتر فاروق کی صفائی کے لئے کاغذات ترتیب دیئے گئے۔ تو یہ مضمون مل گیا چونکہ مضمون نہایت مفید اور نافع الناس ہے۔ اسلئے باوجود دیرینہ ہونے کے بھی اس کو ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ اور مکرمی مولوی نظام الدین صاحب مضمون نگار سے معافی کا طلبگار ہوں۔ کہ عرصہ تک یہ مضمون گم رہا۔

(ایڈیٹر)

کیا جناب مولوی محمد علی صاحب نے جواب صحیح دیا؟

(۱)

پیغام مجریہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء بروز جمعہ جس کے ٹائٹل کے پہلے صفحہ کے ماتھے پر موٹے حروف سے ۲۴ جنوری ۱۹۲۹ء لکھا ہوا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ اس کے صفحہ ۳ پر کسی صاحب کی طرف سے ایک سوال درج کرکے جناب مولوی محمد علی صاحب نے آگے جواب دیا ہے۔ اس جواب میں جناب مولوی صاحب نے حقیقت الامر پر تو بالکل پردہ ڈالا ہوا ہے۔ اور عبارت کو خوب نمک مرچ لگا کر مزیدار چٹپٹی بنایا ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ناواقف ہو یا کم از کم سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں سے بے خبر ہو۔ تو وہ جناب مولوی صاحب کی اس تحریر کو دیکھ کر ضرور ہی دھوکہ کھا جائیگا اور حضرت خلیفۃ المسیح الموعود ثانی ایدہ اللہ بنصرہ پر ضرور بدظن ہو کر حق سے گر جائیگا۔ بلکہ میرے خیال میں مولوی صاحب کی یہ تحریر دو دھاری تلوار ہے جو دونو طرف سے جناب مولوی صاحب پر ہی وار کرتی ہے ایک دھار تو یہ ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب نے حقیقت الامر پر پردہ ڈالا ہے۔ جو شریف آدمی کی شان کے خلاف ہے۔ کہ وہ ایسا کرے۔ دوسری دھار یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیم سے پورے واقف ہیں۔ وہ مولوی صاحب کی یہ کارروائی دیکھ کر دل سے نفرت کریں گے۔ اب میں اصل عبارت کو لیتا ہوں۔ پیغام کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:۔

"سوال:۔ کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام تحریریں۔ تقریریں۔ جو تحریریں آچکی ہیں سب کو بلا عذر تسلیم فرماتے ہیں۔ یا کسی کے خلاف بھی کر لیتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر کے خلاف کرتے ہیں۔ تو اس کو کیا کچھ سمجھ کر۔ اور جس کو تسلیم کرتے ہیں۔ تو کیا کچھ سمجھ کر؟

جواب:۔ مجھے آپ کا خط پڑھکر قدرے تعجب ہوا۔ یہ سوال کہ سب تحریروں اور تقریروں کو مانتے ہیں یا نہیں؟ ان لوگوں پر ہونا چاہیئے جو حضرت مسیح موعود کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو منسوخ مانتے ہیں۔ یا یہ سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو لفظ نبی یا محدث کے معنے سنہ ۱۹۰۱ء سے پیشتر نہ آتے تھے"

اس کے آگے پھر لکھتے ہیں:۔

"ہاں اللہ تعالےٰ نے مجھے اس سے محفوظ رکھا ہے کہ یہ علم ہونے کے باوجود کہ حضرت صاحب فلاں آیت سے یہ مفہوم لیتے تھے۔ یوں لکھدوں ایسا مفہوم لینے والا نادان ہے۔ جیسے قادیان سے آواز اٹھی کہ یہ علم ہونے کے باوجود کہ حضرت صاحب آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے معنے یہ کرتے تھے۔ کہ:۔

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو (ازالہ اوہام پر انا ایڈیشن صفحہ ۵۶۹) یہ معنے کئے گئے ہیں۔ کہ بعض نادان کہدیا کرتے ہیں۔ کہ نبی دوسرے نبی کا تبع نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۵۵)

والسلام۔ خاکسار محمد علی"

اس عبارت میں جناب مولوی محمد علی صاحب ایک سائل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ ایسا سوال ہم پر نہیں بلکہ میاں محمود احمد صاحب پر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہم تو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر اور تقریر کے خلاف کبھی کچھ نہیں لکھتے۔ اور ہم ایسا لکھنا گناہ سمجھتے ہیں۔ ہاں میاں صاحب کی عادت ہے کہ وہ دیدہ دانستہ حضرت اقدس کے خلاف لکھدیا کرتے ہیں۔ پھر آگے جناب مولوی صاحب نے ثبوت کے لئے ایک عبارت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازالہ اوہام سے پیش کی ہے۔ اور اس کے خلاف جناب خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی عبارت آپ کی کتاب "حقیقت النبوۃ" کے صفحہ ۱۵۵ سے نقل کرکے بتلائی ہے۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ نعوذ باللہ میاں صاحب دیدہ دانستہ حضرت اقدسؑ کو نادان لکھتے ہیں۔

ناظرین کرام! کیا ان دونوں متضاد و متناقض عبارتوں سے ایک سرسری نظر سے دیکھنے والے پر یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ جناب خلیفہ ثانی کس قدر حضرت اقدسؑ کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں؟ خلاف اعتقاد ہی نہیں۔ بلکہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ کو نادان بھی قرار دیتے ہیں۔

کیسی حیلہ دار عبارت بنائی گئی ہے۔ کوئی بھی پہلو نہیں چھوڑا گیا۔ جس سے ناواقف آدمی کو دھوکہ نہ لگے۔ خداوند کریم جناب مولوی صاحب کو سمجھ عطا فرمائے۔ کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں۔ اور اس امر سے ذرا نہیں جھجکتے۔ کہ واقف کار لوگ انکے متعلق کیا خیال کریں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں جناب مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا انہوں نے میاں صاحب کی اسی کتاب اور پھر اسی صفحہ یعنی ص۱۵۵ کی جو عبارت نقل کی ہے۔ اس کے ذرا آگے نہیں پڑھا؟ اور پھر اس آیت کے متعلق اسی کتاب یعنی "حقیقت النبوت" کا صفحہ ۲۸۵ نظر سے نہیں گذرا؟ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۸۰ پر جو حضرت میاں صاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے کئی حوالے دیکر اسی مسئلے کو حل کیا ہے۔ کیا وہ بھی جناب مولوی صاحب کی نظر سے پوشیدہ رہے؟

میرے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ مولوی صاحب نے صرف اس کتاب کی یہی چند سطور پڑھی ہوں۔ اور باقی ان سطور کے آگے بھی نظر نہ گذری۔ اور نہ دوسرے صفحے دیکھے۔

مولوی صاحب یاد رکھیں! آپ حق پر مصالحہ دار عبارت کا پردہ ڈال کر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر بعض لوگ آج آپ کی اس کارروائی کو شناخت نہ کر سکیں گے۔ تو آگے آنے والی نسلوں پر ضرور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اس وقت ضرور آپ کی روح کو شرمسار ہونا پڑے گا۔ لو! آپ نے تو اس کے دوسرے مقامات نہیں دیکھے میں ہی عرض کر دیتا ہوں۔ پڑھیئے اور دیکھئے:-

"بعض نادان کہدیا کرتے ہیں (یعنی اب زمانہ حال میں۔ نہ کہ زمانہ ماضی میں۔ ناقل) کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ۔ اور اس آیت سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب بسبب قلت تدبر ہے۔ جب اللہ تعالےٰ خود دوسری جگہ فرماتا ہے کہ انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدًی و نورٌ یحکم بھا النبیون الخ۔ یعنی ہم نے تورات اتاری ہے۔ جس میں ہدایت و نور ہے۔ اس کے ذریعہ بہت سے انبیاء یہودیوں کے فیصلہ کرتے رہے ہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ اگر ایک نبی دوسرے نبی کے ماتحت کام نہیں کر سکتا۔ تو بہت سے انبیاء تورات کے ذریعہ فیصلہ کیونکر کرتے رہے۔ ان کا تورات پر عمل پیرا ہونا بتاتا ہے۔ کہ موسےٰ کی شریعت کے وہ پیرو تھے۔ گو یہ ایک اور بات ہے کہ انہوں نے موسیٰ کے ذریعہ نبوت حاصل نہیں کی۔ پس یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ بہت سے نبی حضرت موسےٰ کے ماتحت ان کی اُمت کی اصلاح پر مقرر تھے۔ خود حضرت ہارون حضرت موسےٰ کے ماتحت کام کرتے تھے۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ پہاڑ پر گئے۔ تو ان کو اپنی بجائے خلیفہ مقرر کر گئے۔ اور جب کچھ فساد ہوا۔ تو آکر ان کو مارنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور فرمایا افعصیت امری۔ کیا تو نے میری نافرمانی کی۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کے ماتحت تھے۔ ورنہ حضرت موسےٰ انہیں حکم کیونکر دے سکتے تھے۔ اگر حضرت موسےٰ کے ماتحت حضرت ہارون نہ تھے۔ تو ثابت کرو وہ کون سی امت تھی جو ان کی اطاعت کرتی تھی۔ اور پھر وہ اگر حضرت موسےٰ سے آزاد تھے۔ تو وہ ان کو اپنی امت کے لئے خلیفہ کس طرح بنا گئے۔

اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس طرح فرما سکتے تھے۔ کہ لوکان موسےٰ و عیسےٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ پس اس آیت کے وہ معنے کیوں کرتے ہو۔ جس سے خود دوسری آیات اور تاریخ کی تکذیب ہوتی ہو۔ اس آیت کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ ہر نبی لوگوں کا مطاع ہوتا ہے۔ لوگوں کا فرض ہے۔ کہ اس کی اطاعت کریں۔ یہ تو مطلب نہیں کہ وہ کسی کا مطیع نہ ہو۔ ورنہ ممکن ہے کوئی کہدے۔ کہ نبی کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا بھی حکم نہیں۔ کیونکہ الا لیطاع کا رتبہ جو اُسے مل گیا۔ غرض اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کوئی رسول مطیع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے معنے صرف اس قدر ہیں۔ کہ ہر ایک رسول کی اطاعت ضروری ہے۔ اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی موجود ہے۔ اول آپ کی اطاعت کو اللہ تعالےٰ نے ضروری قرار دیا ہے۔ اور اسے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ آپ وحی الٰہی ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حَکَم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اُس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو۔ کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸ حاشیہ)

اور نیز فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور تعلیم اور میری بیعت کو نوحؑ کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان ہوں سنے"۔

(اربعین نمبر چہارم ص۶ حاشیہ)

پس ایسے معترضوں کو چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کا خوف کر کے تدبر اور غور سے کام لیا کریں۔ تا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تفسیر بالرائے کی وعید کے نیچے نہ آجائیں"۔
(حقیقت النبوت صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶)

جناب مولوی صاحب! ایسی واضح اور روشن مدلل عبارت پر کس ہیبت سے آپ نے اعتراض کیا ہے۔ کیا آپ ہارون نبی کو موسےٰ کا تبع اور مطیع نہیں مانتے؟ اگر نہیں مانتے۔ تو پھر ان دلائل کو ذرا توڑ کے تو دکھلایئے۔ جو حضرت خلیفۃ ثانی نے پیش کئے ہیں۔ اگر کہو کہ ان دلائل کو کیا کریں۔ جب کہ حضرت مسیح موعودؑ ازالہ اوہام میں اس کے خلاف لکھ گئے ہیں۔ تو اس کا جواب بھی سنو! اسی کتاب یعنی حقیقت النبوت کا صفحہ ۲۸۵ ملاحظہ فرمائیں۔ میاں صاحب لکھتے ہیں:۔

"دوسرا سوال یہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود تحریر فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک نبی مطاع ہوتا ہے۔ نہ کہ مطیع۔ اور چونکہ آپ مطیع تھے۔ اس لئے آپ نبی ثابت نہ ہوئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جیسا کہ میں کتاب حقیقت النبوت کے شروع میں لکھ آیا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے حوالوں سے ثابت کر چکا ہوں۔ آپ سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے یہی خیال کرتے تھے۔ کہ نبی کے لئے شریعت جدیدہ لانا یا بلاواسطہ نبی نہ ہونا۔ اور کسی دوسرے نبی کا تبع اور مطیع نہ ہونا شرط ہے۔ اور اس وقت تک اس آیت سے استدلال کرتے رہے۔ لیکن جب آپ کو انکشاف تام ہوا۔ تو آپ نے اپنا خیال بدل دیا۔ اور صاف لکھ دیا۔ کہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ دوسرے کا مطیع نہ ہو۔ پس جبکہ آپ نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ نبوت کے متعلق آپ کا خیال بدلا ہے۔ اور یہ بھی کہ آپ کے نزدیک نبی کے لئے دوسرے نبی کا متبع ہونا شرط نہیں۔ تو اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے خود ہی معنے فرما دیئے ہیں۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ یہ شرط نبوت نہیں۔ اور جبکہ قرآن کریم کی دوسری آیات صاف صاف بتا رہی ہیں۔ کہ ایک نبی دوسرے نبی کا مطیع ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے گو کل انبیاء بلاواسطہ نبوت پاتے تھے۔ مگر پھر بھی بعض دوسرے انبیاء کے ماتحت کام کرتے تھے۔ جیسے حضرت ہارونؑ سلیمانؑ یحییٰؑ۔ زکریا۔ علیہ السلام۔ پس ایسے صریح ثبوت اور مشاہدہ کی موجودگی میں قرآن کریم کی آیت درست نہیں۔ اس آیت کے تو صرف یہ معنے ہیں۔ کہ ہر رسول اسی لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ لوگ اس کا حکم مانیں۔ اور یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ وہ کسی کی نہ مانے اور مشاہدات کے یہ بات خلاف ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ تو کیا اولی الامر کو رسول کی اطاعت سے آزادی حاصل ہو گئی؟ پھر اس قدر تو غور کرو۔ کہ حضرت مسیحؑ اپنے وقت کے حکام کی اطاعت کرتے تھے یا نہیں؟ پس کیا ان کی نبوت سے انکار کر دیں؟

جب ایک غیر مذہب کے حاکم کی اطاعت سے رسالت میں فرق نہیں آجاتا۔ تو ایک دوسرے نبی کی اطاعت سے کیوں فرق آجاتا ہے۔ اگر کہو کہ دین میں اطاعت کسی اور کی نہ کرے۔ تو میں کہتا ہوں یہ بھی غلط ہے۔ کیا نبی اللہ تعالےٰ کی اطاعت نہیں کرتا؟ معلوم ہوا کہ خصوصیتیں تو ضرور ساتھ لگانی پڑیں گی۔ پس یہ کوئی اعتراض نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک زمانے میں عوام کے عقیدہ کے مطابق نبی کی ایک تعریف کرتے رہے۔ اور عوام کے عقیدہ کے مطابق اس آیت سے بھی یہ استدلال کرتے رہے۔ کہ کسی قسم کا نبی کسی اور نبی کا مطیع نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب انکشاف تام ہوا۔ تو پھر ان معنوں کو بدل دیا۔ اگر کہو۔ کہ کیا آیت قرآنی بھی حضرت مسیح موعودؑ درست نہ سمجھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ انبیاء نہایت محتاط ہوتے ہیں جب تک کوئی بات خدا کی طرف سے نہ بتائی جائے وہ عوام کے عقائد کا تبع کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود نفرت کے شراب متعہ کو اور سود کو اس وقت تک حرام نہ کیا جب تک وحی الٰہی کا فیصلہ نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اپنے دعوے سے پہلے متوفی کے معنے "اپنے انعامات سے وافر حصہ دونگا" کرتے رہے۔ حالانکہ بعد کی کتب میں لکھا کہ جب اللہ تعالےٰ فاعل ہو۔ اور کوئی ذی روح مفعول ہو۔ تو اس وقت اس لفظ کے معنے صرف قبض روح کے ہو سکتے ہیں۔ پس بات یہی ہے۔ کہ جب تک انکشاف تام نہ ہو۔ یہ لوگ عوام کے خیالات کو نہیں چھوڑتے۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ وفات سے پہلے ان کو اصل بات کا پتہ دیا جاتا ہے۔ تا نہ ہو کہ لوگ ان کی ہر ایک بات کو غیر الہامی کہکر ٹال دیں۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعودؑ متوفی کے معنے پہلے پورے طور پر انعام پانے کے کرتے رہے حالانکہ بعد میں کہدیا۔ کہ اس لفظ کے معنے جب اللہ تعالےٰ فاعل ہو۔ تو قبض روح کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح اس وقت تک آپ نبی کے لئے یہ شرط سمجھتے تھے۔ کہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا۔ اور بعد میں صاف لکھدیا۔ کہ نبی کے لئے یہ کوئی شرط نہیں۔ کہ وہ کسی اور نبی کا تبع نہ ہو۔ اور قرآن کریم کی مختلف آیات سے اور تاریخ یہی بات حق معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ اگر غور کرو۔ تو خود اس آیت سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں یہ ذکر ہے۔ کہ لوگوں پر نبی کی اتباع کرنی فرض ہے۔ نہ یہ کہ وہ نبی بھی کسی اور نبی کا مطیع نہ ہو"۔

اس کے آگے جناب میاں صاحب نے اس آیت کے سیاق و سباق کی سب آیات لکھکر ساتھ ہی ترجمہ بھی دیا ہے۔ دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۲۸۷۔ ان آیات سے بخوبی تسلی اور تشفی ہو جاتی ہے۔ کہ جو معنے جناب میاں صاحب نے بتائے ہیں۔ وہی درست اور حق ہیں۔ چونکہ مضمون طویل ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے میں ان کو درج نہیں کرتا۔

اب میں اس جگہ سے بھی کچھ عبارت نقل کر دیتا ہوں۔ جو شروع کتاب میں ہے۔ اور جس کی طرف جناب میاں صاحب نے بھی بار بار اشارہ کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔

(بقیہ دیکھو صفحہ ۱۱ کالم ...)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منقولات

مندرجہ ذیل مضمون رسالہ نیرنگ خیال کے سالنامہ نمبر سنہ ۱۹۳۰ء میں شائع ہؤا ہے۔ جو ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

سودیشی ریل

دن بھر کے تھکے ماندے بھی تھے۔ اور رات کو سفر بھی درپیش تھا۔ مگر "بندے ماترم" کے نعروں پہ کان کھڑے کر لینا ہماری ہمیشہ کی عادت ہے۔ اور ان نعروں کو بھی یہ ضد ہے۔ کہ ہمارا جا ہے جو حال بھی ہو۔ بیمار ہوں۔ کسی ضروری کام سے جا رہے ہوں۔ یا اور کوئی مجبوری ہو۔ مگر یہ کچھ نہیں دیکھتے اور اپنی طرف ہم کو کشاں کشاں کھینچ چھوڑتے ہیں۔ چنانچہ آج بھی یہی ہؤا۔ کہ حقہ کا نیچا اور صراحیاں ایک دوکان پر یہ کہکر رکھ دیں۔ کہ "بھائی ابھی آتے ہیں"! اور سیدھے پنڈال میں گھس گئے۔ جہاں ایک صاحب جو صورت سے لیڈر معلوم ہوتے تھے یعنی سر پر گاڑھے کی گاندھی کیپ۔ داڑھی مونچھ سے فارغ البال۔ ایک لمبا سا کھدر کا کرتہ۔ ٹانگوں میں وہی کھدر کی دھوتی۔ اور پیروں میں چپل پہنے ہوئے تھے۔ ایک ہاتھ اپنی پشت پر رکھے ہوئے اور دوسرے ہاتھ کو مجمع کی طرف اٹھائے ہوئے اس طرح حرکت دے رہے تھے جیسے بینڈ ماسٹر اپنے بید کو حرکت دیتا ہے۔ وہ کچھ کہہ بھی رہے تھے۔ مگر معلوم نہیں کیا۔ اس لئے کہ کبھی تو کہتے کہتے مشرق کی طرف گھوم گھوم جاتے تھے کبھی مغرب کی طرف۔ اور کبھی کبھی ایک دم سے پیچھے بھی مڑ جاتے تھے۔ بہرحال یہ فیصلہ کرنا کہ ہم اُن کی پشت کی طرف ہیں یا سامنے۔ اس لئے مشکل تھا۔ کہ ان کو خود قرار نہیں تھا۔ وہ تخت جس پر کھڑے ہوئے وہ گھوم رہے تھے مجمع کے وسط میں تھا۔ اور تمام مجمع کا رُخ تخت کی طرف۔ لہٰذا حقہ رسدی کبھی کسی کی طرف منہ کبھی کسی کی طرف پشت ہو جانے کا سلسلہ جاری تھا۔ اور اسی طرح ان کے الفاظ کبھی نہایت صاف، کبھی دُور کی آواز کی طرح اور کبھی بالکل نہیں ہمارے کانوں میں پہنچ رہے تھے۔ ہاں ایک بات یہ تھی۔ کہ ہماری طرف کے لوگ غل مچانے میں اُتر دکھن اور پچھم کے لوگوں سے زیادہ ماہر معلوم ہوتے تھے۔ اسلئے ہم تقریر سننے کے معاملے میں ذرا گھاٹے میں تھے۔ پھر بھی جو کچھ سنا۔ وہ بہت کافی تھا۔ اس لئے کہ شروع سے آخر تک الفاظ بدل بدل کر کبھی انگریزی میں کبھی اردو میں۔ کبھی نثر میں کبھی نظم میں۔ کبھی ہنس کر۔ کبھی چیخ کر۔ کبھی ادھر مڑ کر۔ کبھی اُدھر گھوم کر وہی الفاظ کہے جا رہے تھے۔ جو ہم نے سُن لئے تھے:۔

"بھائیو۔ اب وقت نہیں ہے۔ کہ ریزولیوشن پاس ہوں۔ اور رہ جائیں .. .. .. تجاویز منظور ہوں۔ اور شرمندۂ عمل نہ بنیں ... سرگرمیاں ...... اب تیار ہو جاؤ .... ہوشیار رہو ... کہ تم کو .... ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء .... کے بعد اپنا کام اپنے ہاتھوں انجام دینا ہے ..... اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے .... (دوسری طرف گھوم گئے۔) ..... خواب غفلت سے بیداری کا وقت ..... یہی ہے .... اور ... ہاں تم .... برٹش گورنمنٹ .... سوراج .... سودیشی .... چرخہ .... کھدر ..... (چیرز کے بعد تقریر ختم) :۔

دو گھنٹہ میں ہم نے صرف یہی سنا اور سمجھ لیا۔ کہ ۳۱ر دسمبر سنہ ۲۹ء کے بعد سوراج ضرور مل جائے گا۔ غالباً اس سے زیادہ انہوں نے کچھ کہا بھی نہیں ہوگا۔ اور اگر کہا بھی ہو۔ تو ہم کیا کریں۔ ہمارے لئے یہی بہت تھا۔ کہ ۳۱ر دسمبر کو سوراج ملے گا۔ ہم اسی خیال میں غرق مجمع کو دھکیلتے خود دھکے کھاتے کسی نہ کسی طرح باہر نکل آئے۔ دوکان پر سے حقّے کا نیچا لیا۔ صراحیاں یکّے پر لادیں اور گھر پہنچ گئے اسباب باندھا کھانا کھایا۔ حقہ بھرا اور آرام کرسی پر لیٹ کر شوق فرمانے لگے۔ گاڑی کے وقت میں ابھی پورے دو گھنٹہ تھے۔ اس لئے اطمینان بھی نصیب تھا۔ مگر احتیاطاً شیروانی نہیں اتاری تھی۔ کہ جیسے ہی ڈیڑھ گھنٹہ باقی رہ جائیگا اسٹیشن روانہ ہو جائیں گے:۔

کچھ کا خیال اور ۳۱ر دسمبر کے بعد سوراج کا مل جانا دماغ میں چکر لگا رہا تھا۔ مگر ہماری سمجھ میں کسی طرح یہ بات نہیں آتی تھی۔ کہ آخر سوراج کے لئے ۳۱ر دسمبر کیوں مقرر کی گئی ہے۔ اگر آج ۳۱ر دسمبر ہوتی۔ تو ہم اپنی ریل پہ سفر کرتے۔ نہ بدلیتی گارڈ ہوتا نہ فارن ڈرائیور۔ نہ اینگلو انڈین کا علیحدہ درجہ ہوتا۔ ہم خود ہی ریل کے مالک ہوتے۔ چاہے تھرڈ میں بیٹھتے چاہے فرسٹ میں۔ ہم سے کوئی پوچھنے والا نہ ہوتا۔ ہم خود فرسٹ میں بیٹھتے اور انگریزوں کو تھرڈ میں بٹھا کر خوش ہوتے ہوئے سفر کرتے ——

ہم یہ سوچ ہی رہے تھے۔ کہ ایک دم سے کان میں پھر وہی "بندے ماترم" کی آواز آئی۔ اور ہم ایک دم سے کھڑے ہو گئے۔ گھر کے باہر نکلے۔ دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ایک بہت بڑا جلوس جھنڈوں جھنڈیوں اور گیتوں سے سجا ہؤا! "بندے ماترم" کے نعروں سے آسمان اور زمین کو ہلاتا ہؤا ہمارے مکان کے سامنے سے گذر رہا ہے۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ بھائی یہ کیا ہے! جواب ملا۔ کہ "کیا سو رہے تھے! خبر نہیں کہ سوراج مل گیا"! ہم نے پھر بڑا سا منہ کھول کر کہا "سوراج"! جواب ملا "ہاں سوراج"! "سوراج"!! ہم نے اپنے دل میں کہا کہ "واہ بھئی واہ دعا تو قبول ہوئی ہماری اور سوراج مل گیا ان لوگوں کو۔ ارے ہم کو ملتا تو ایک بات بھی تھی"! پھر سوچا کہ ہم اور یہ لوگ کچھ غیر تھوڑے ہیں ان کو ملا یا ہم کو ملا ایک ہی بات ہے۔ مگر واللہ کمال ہؤا کہ سوراج مل گیا۔ دل کو کسی طرح یقین ہی نہیں آتا تھا۔ کہ سوراج مل گیا ہوگا۔ حالانکہ ابھی تک جلوس نظروں سے اوجھل نہیں ہؤا تھا۔ جب جلوس کی طرف نظریں جاتیں تو یقین ہو جاتا۔ کہ سوراج مل گیا ہے۔ اور جب سوراج ملنے پر غور کرنا شروع کرتے تو دل کہتا ابھی نہیں ملا ہے۔ لیکن آخر جب ہر شخص نے سوراج ملنے کی خوشخبری سنائی۔ تو شک دُور ہؤا۔ اور ایک آزادانہ و خود مختارانہ سانس لے کر ہم نے پہلی مرتبہ اپنے کو آزاد سمجھا۔ ابھی ہم اپنے کو آزاد سمجھ ہی رہے تھے۔ کہ گھنٹہ نے ٹن ٹن کر کے دس بجا دیئے۔ یعنی ہم کو فوراً اسٹیشن چلے جانے کا حکم دیا ہمارے ایسے آدمی کے لئے سفر شروع کرنے کا یقین لوگوں کو اُس وقت ہوتا ہے۔ جب ہم ٹکٹ خرید لیں۔ چنانچہ ہم نے بھی اپنی یہ عادت ڈال رکھی ہے۔ کہ سفر شروع کرنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے پہلے ٹکٹ ضرور خرید لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم کو جو سب سے پہلا مرحلہ اسٹیشن پہنچکر پیش ہوتا ہے۔ وہ بکنگ آفس کی کھڑکی میں جھانک کر ٹکٹ خریدنے کی درخواست پیش کرنا ہے۔ چنانچہ آج بھی ہم نے بالکل اسی پروگرام پر عمل کیا۔ اور بکنگ آفس کی کھڑکی میں ہاتھ ڈال کر کہا:۔

"بابو جی! کانپور کا سیکنڈ کلاس ٹکٹ دیدیجئے"

بابو جی نے بجائے اس کے کہ ٹکٹ دیدیتے۔ پہلے تو ہم کو گھورا۔ پھر نہایت اطمینان سے فرمانے لگے۔

"ایک بات کہدیں۔ یا مول تولی"

میں سمجھا بابو جی مذاق کر رہے ہیں۔ اور میں ہنس دیا۔ میرے ہنسنے پر بابو جی نے پھر کہا۔

"جناب سنئے تین روپے ہوئے۔ لائیے روپے اور ٹکٹ لے لیجئے"

مجھے اور زیادہ تعجب ہوا۔ اور میں نے کہا "جناب تین روپے کیسے ہوئے۔ ایک روپیہ تیرہ آنہ تو کرایہ ہے آپ کہتے ہیں تین روپے۔ مجھے کانپور کا ٹکٹ چاہیئے۔ جی۔ کانپور کا سیکنڈ کلاس"

بابو جی نے ذرا ترش رو ہو کر جواب دیا۔ جناب والا میں بہرا نہیں ہوں۔ سن لیا۔ کہ آپ کو کانپور کا سیکنڈ کلاس ٹکٹ چاہیئے ہے۔ مگر اسی کے تین روپے ہوئے کوڑی کم نہ لوں گا۔ جی چاہے لیجئے ورنہ جانے دیجئے"

میں:۔ مگر بابو صاحب ابھی پرسوں تک تو ایک روپیہ تیرہ آنہ کرایہ تھا۔ آج کیا ہو گیا۔ کہ ایک دم بڑھ گیا؟

بابو:۔ کل کی بات کل کے ساتھ۔ آج دیش ہمارا ہے ہم کو سوراجیہ مل گیا"

میں:۔ یہ کہیئے کہ سوراج ریل کو بھی ملا۔ اچھا خیر ٹکٹ دیجئے نہیں تو گاڑی چھوٹ جائیگی"

بابو:۔ لائیے روپے۔ اچھا نہ آپ کی بات نہ ہماری بات ڈھائی روپے دیدیجئے اور ٹکٹ لے لیجئے"

بابو صاحب کی ان باتوں پر کچھ ہنسی آ رہی تھی۔ اور کچھ غصہ آ رہا تھا۔ کہ فضول ان باتوں میں وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اگر گاڑی چھوٹ گئی تو اور مصیبت آئے گی۔ ٹکٹ وکٹ سب دھرا رہ جائے گا۔ آخرکار میں نے طے کر لیا۔ کہ میں بغیر ٹکٹ کے سفر کروں گا۔ اور یہ سوچ کر میں بکنگ آفس سے چلنے لگا۔ مجھ کو جاتا ہوا دیکھکر بابو صاحب نے پھر آواز دی:۔

"سنئے تو جناب ٹھہریئے تو جناب۔ دیکھئے تو جناب۔ اچھا دو روپیہ دے دیجئے۔ آیئے دہی ایک روپیہ تیرہ آنے دیدیجئے ــــ اب وہ بھی نہ دیجئے گا۔؟ اچھا آپ بھی کیا کہیں لایئے ڈیڑھ روپیہ۔ اب اس سے زیادہ ہم کم نہیں کر سکتے۔ ہمارا نقصان ہو رہا ہے"

جب ہم نے ٹکٹ کے بازار کا بھاؤ اس طرح گرتے ہوئے دیکھا تو اور اکڑ گئے۔ اور ناک بھوں چڑھا کر ذرا گردن ترچھی کر کے وہیں سے کہدیا۔

"ایک روپیہ دینگے ایک روپیہ۔ دینا ہو دیدو"

ہم سمجھے تھے۔ کہ بابو صاحب اس پر راضی نہ ہونگے مگر واللہ کمال کیا انہوں نے کہ گردن لٹکا کر ذرا دھیمی آواز میں کہنے لگے۔

"لایئے صاحب لایئے۔ بوہنی کا وقت ہے۔ آپ ہی کے ہاتھ بوہنی کرنا ہے"

ٹکٹ تو ہم نے لیا۔ لیکن وہ ٹکٹ ریل کا ٹکٹ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ نہ اس پر تاریخ پڑی ہوئی تھی۔ اور نہ اس پر کچھ چھپا ہوا تھا۔ بابو صاحب نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر "درجہ دوم کانپور" لکھکر ایک ٹیڑھی سی لکیر کھینچ دی تھی۔ جو غالباً ان کے دستخط تھے۔ ہم نے ٹکٹ کو ادھر سے دیکھا۔ اُدھر سے دیکھا۔ اور دو تین مرتبہ غور سے اُلٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد بابو صاحب کا منہ دیکھنے لگے بابو صاحب بھی ذرا قیافہ شناس تھے۔ ہماری اس حرکت سے وہ ہمارا مطلب سمجھ گئے۔ اور متبسم ہو کر کہنے لگے:۔

"جناب والا! ارات کو سوراجیہ ملی ہے۔ ابھی نئے ٹکٹ نہیں چھپے ہیں۔ دو تین دن میں چھپ جائیں گے آپ کو ٹکٹ سے کیا مطلب۔ آپ تو سفر کیجئے۔ اب آپ سے کوئی کچھ نہ پوچھے گا۔ آپ اطمینان رکھئے"

بابو صاحب نے تسلی تو دے دی۔ مگر ہم دیکھ رہے تھے کہ ٹکٹ پر نہ تاریخ ہے۔ نہ کرایہ نہ فاصلہ۔ اور فاصلہ ہوتا تو کہاں سے انہوں۔ نہ تو یہ بھی نہ لکھا۔ کہ ہم سفر آخر کہاں سے کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ سمجھ کر کہ یا تو یہ روپیہ گیا یا ہم تیرہ آنہ کے نفع میں رہے۔ ہم اسٹیشن میں داخل ہو گئے۔

اسٹیشن میں حالانکہ سب کچھ وہی تھا۔ جو آج سے قبل ہم دیکھ چکے تھے۔ مگر اس سامان کے باوجود بالکل یہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا کسی نے اسٹیشن کو قلا بازی کھلا دی ہے یا اُلٹا باندھ کر ٹانگ دیا ہے۔ وہی گھڑی تھی۔ وہی گھڑیال مگر دس بجنے میں ہنوز پچیس منٹ باقی تھے۔ حالانکہ اب گیارہ کا وقت تھا۔ اسباب کے ٹھیلے پر پان والا اپنی دکان لگائے بیٹھا تھا۔ قلیوں کا پتہ نہ تھا۔ ہماری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ اسباب کس طرح ریل میں پہنچائیں۔ بمشکل تمام ایک قلی ملا۔ لیکن جیسے ہی اس سے ہم نے اسباب اٹھانے کو کہا۔ اس نے چیں بہ جبیں ہو کر جواب دیا:۔

"اندھے ہو گئے ہو۔ دکھائی نہیں دیتا۔ کہ ہم قلی ہیں یا اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر"

ہم "معاف کیجئے غلطی ہوئی" کہکر پورے پورے ایک گز پیچھے ہٹ گئے۔ اور اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر صاحب کو سر سے پیر تک بغور دیکھ کر سوچنے لگے۔ کہ "یا اللہ یہ کیا انقلاب ہے۔ پہلے تو اس صورت کے قلی ہوا کرتے تھے۔ اب اگر اس صورت کے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ہونے لگے ہیں۔ تو پھر قلی کس صورت کا ہو گا"

مجبوراً ہم نے اپنا اسباب خود اٹھایا۔ اور دو مرتبہ کر کے سکنڈ کلاس کے ڈبہ میں رکھا۔ جہاں پہلے سے ایک جنٹلمین بیٹھے چلم پی رہے تھے۔ اسباب قرینہ سے رکھ کر جب ذرا اطمینان ہوا۔ تو ہم نے سوچا۔ کہ یہ تحقیقات کر لینا چاہیئے۔ کہ یہ گاڑی کانپور جائے گی۔ یا کہیں اور؟ سب سے پہلے تو ہم نے ...... ان ہی حضرت سے پوچھا۔ جو ہمارے ڈبہ میں تشریف فرما تھے۔ لیکن انہوں نے صرف یہ جواب دیا "کا جانی بھیا ہم کا نا ہیں معلوم" یہ خالص سودیشی ریل کے سکنڈ کلاس کے معزز پنچ تھے ان سے بھلا کیا معلوم ہو سکتا تھا۔ مجبوراً ہم پلیٹ فارم پہ آئے۔ اور ایک دو آدمیوں سے پوچھنے کے بعد یہ معلوم ہوا۔ کہ "اگر مسافر کانپور کے زیادہ ہوئے تو وہاں جائیگی ورنہ جہاں کے مسافروں کی تعداد زیادہ ہو گی۔ وہاں چلی جائے گی۔ اسی لئے اب تک انجن نہیں لگایا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ خدا معلوم ٹرین کو مشرق کی طرف جانا پڑے یا مغرب کی طرف"۔ ہم نے گھبرا کر پوچھا:-

"لیکن یہ فیصلہ کب ہوگا"

جواب ملا۔ کہ "جب گاڑی بھر جائیگی۔ اس وقت فیصلہ ہو سکتا ہے"

ہم نے پھر پوچھا "لیکن گاڑی کا وقت تو ہو چکا" جواب ملا۔ "کیا ہو جایا کرے۔ جب تک ریل نہ بھر جائے۔ کس طرح چھوڑی جا سکتی ہے کہ کیا خالی ریل چھوڑ دی جائے؟"

اب ہم بالکل راضی برضا ہو کر خاموش ہو گئے۔ اس انتظام کو برا اس لئے نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ یہ ہماری ہی دعا تھی۔ اچھا اس لئے نہیں کہتے تھے۔ کہ آج ہی کانپور پہنچنا تھا۔ جس کی اب کوئی امید بظاہر معلوم نہیں ہوتی تھی۔ غرضکہ کبھی اپنے ڈبہ میں بیٹھ کر۔ کبھی لوٹے میں پانی لا کر۔ کبھی پلیٹ فارم پر ٹہل کر کبھی انجن کو مشرق اور مغرب کی سمت حد نظر تک ڈھونڈ کر کبھی مسافروں کی تعداد کا اندازہ لگا کر وقت کاٹنے لگے۔ گیارہ سے بارہ بارہ سے ایک۔ ایک سے دو بجے۔ مگر نہ گھڑی کی سوئی ہٹی نہ ٹرین اپنی جگہ سے ہلی۔ صرف ہم ٹہلتے رہے۔ خدا خدا کر کے ایک آدمی نے باواز بلند چیخنا شروع کیا:-

"بیٹھنے والے مسافرو بیٹھو گاڑی چھوٹتی ہے"

ہم نے جلدی سے پہلے مشرق کی طرف انجن کو ڈھونڈھا پھر مغرب کی طرف۔ مگر دونوں طرف انجن غائب تھا۔ اور ہماری بالکل سمجھ میں نہ آیا۔ بغیر انجن کے گاڑی کس طرح چھوٹ سکتی ہے۔ اور ان الفاظ پر شک کرنا اس لئے کفر سمجھتے تھے۔ کہ ان کا کہنے والا کوئی غیر ذمہ دار شخص نہ تھا۔ بلکہ وہی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر تھے۔ جن کو ہم قلی سمجھتے تھے۔ بہرحال بغیر کچھ سوچے سمجھے۔ ہم اپنے ڈبے میں بیٹھ گئے۔ ہمارے بیٹھتے ہی دو تین درجن لٹھ بند گنوار ہمارے درجہ میں گھس آئے۔ اُن سے ہم نے لاکھ لاکھ کہا "ارے سیکنڈ کلاس ہے۔ اماں سیکنڈ کلاس ہے بھائی سیکنڈ کلاس ہے" مگر انہوں نے ایک نہ سُنی۔ اور یہی کہتے رہے "ہم ہو جانت ہے ڈیوڑھا ہے۔ ہم ہو ٹکس لیا ہے"۔ ہم صاحب ہم چپ ہو رہے۔ اور پلیٹ فارم پر اس غرض سے آئے۔ کہ گارڈ وغیرہ سے کہدیں۔ کہ "یہ لوگ سیکنڈ کلاس میں بیٹھ گئے ہیں" مگر ہم کو کوئی گارڈ وارڈ نظر نہ آیا۔ مجبوراً انہیں اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر صاحب سے عرض کر دیا۔ جس کا جواب انہوں نے اپنی سودیشی شان سے صرف یہ دیا "بیٹھے جناب سب ہندوستانی برابر ہیں۔ سب بھائی ہیں۔ سب بھارت ماتا کے سپوت ہیں۔ کوئی کسی سے بڑا یا چھوٹا نہیں ہے۔ اب سیکنڈ کلاس اور تھرڈ کلاس کے فرق کو بھول جائیے سب کو برابر کا سمجھئے۔ جائیے تشریف رکھئے۔ نہیں تو تھرڈ کلاس میں بھی جگہ نہ ملیگی" ہم کھرا کھرا جواب سن کر منہ لٹکائے ہوئے اپنے درجہ میں آ گئے۔ جہاں ہماری جگہ پر بھی قبضہ ہو چکا تھا۔ اور ہم کو یہ طے کرنا پڑا کہ کھڑے کھڑے سفر طے ہوگا یا غسل خانہ میں جگہ ملیگی" مجبوراً اپنا ٹرنک گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گئے۔ اور گاڑی چھوٹنے کا انتظار کرنے لگے۔

ہم کو بیٹھے بیٹھے بھی ایک گھنٹہ کے قریب ہو گیا مگر گاڑی بدستور کھڑی رہی۔ گھبرا کر ہم پلیٹ فارم پر آئے تو دیکھا کہ انجن گاڑی میں لگایا جا رہا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ کانپور ہی کی طرف لگایا جا رہا ہے۔ لیکن انجن لگنے کے بعد بھی جب گاڑی دیر تک نہ چھوٹی۔ تو ہم نے اس تاخیر کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ "ابھی سیکرٹری صاحب ٹاؤن کانگریس کمیٹی کا انتظار ہے۔ وہ کانپور جائیں گے۔ انہوں نے کہلا بھیجا تھا۔ کہ بارہ بجے آ جائیں گے۔ لیکن ابھی تک نہیں آئے۔ آدمی بلانے کے لئے گیا ہوا ہے"

یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ ہم کانپور جائیں یا ایک روپیہ سے صبر کر کے ارادہ ملتوی کر دیں۔ کام اشد ضروری تھا۔ اس لئے جانا ضروری تھا۔ گاڑی چھوٹتی نہ تھی۔ اسلئے سفر ملتوی کرنے کا ارادہ تھا۔ عجیب کشمکش میں جان تھی۔ معلوم نہیں وہ کونسا وقت تھا۔ جب ہمارے منہ سے یہ دعا نکلی تھی۔ اب تو اس کو واپس کرنا بھی مشکل تھا۔ اس لئے کہ کفران نعمت کا الزام بھی تو ہم پر لگا دیا جاتا۔ ہم اسی غور و فکر میں اپنے ٹرنک پر گم دل جھکائے بیٹھے تھے۔ کہ ایک دم سے "بندے ماترم" کے فلک شگاف نعروں سے اچھل پڑے۔ معلوم ہوا۔ کہ سکرٹری ٹاؤن کانگریس کمیٹی تشریف لے آئے ہیں۔ ہم نے بھی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ تو ایک مجمع میں وہی لیڈر صاحب دکھائی دیئے۔ جنہوں نے رات کو تقریر کر کے سوراج دلوایا تھا۔ اور اب ہم کو معلوم ہوا۔ کہ یہی صاحب سیکرٹری ٹاؤن کانگریس کمیٹی ہیں۔ غرضکہ ان کے تشریف لانے کے بعد ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اور انجن بھی "سن سن" کرنے لگا۔ ایک کھدر پوش چپل زیب پا بزرگوار لال اور سبز گاڑھے کی جھنڈیاں لئے ہوئے بھی نمودار ہوئے۔ اور ہم نے اپنی جگہ پر سمجھ لیا۔ کہ یہ گارڈ ہیں۔ ان گارڈ صاحب نے کرتے کی جیب سے ایک سیٹی نکالکر بجائی اور پہلے سرخ پھر جلدی سے سبز جھنڈی اس طرح ہلانے لگے۔ گویا پہلے غلطی سے سرخ جھنڈی ہلا دی تھی۔ دو تین مرتبہ سیٹی بجا کر اور جھنڈی ہلا کر آخر غصہ میں انجن کی طرف جھپٹے اور ڈرائیور کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔

"ارے گھنٹہ بھر سے سیٹی بجا رہا ہوں۔ مگر تمہارے کان میں آواز ہی نہیں آتی۔ اور آنکھیں بھی پھوٹ گئی ہیں۔ کہ جھنڈی بھی نہیں دیکھتے"

ڈرائیور نے بھی ان کے بیجا غصہ کا جواب کڑک کر دیا۔ "جناب آپ آنکھیں مجھ پر کیوں نکال رہے ہیں۔ میرا کیا قصور ہے۔ دو گھنٹہ سے لکو فائرمین کوئلہ لینے گیا ہوا ہے کہدیا تھا۔ کہ لپک کر جلدی سے لے آؤ۔ ابھی تک غائب ہے۔ معلوم نہیں کہاں گیا۔ پتہ بھی بتا دیا تھا کہ رکاب گنج کے چوراہے سے یا عیش باغ کے پھاٹک سے لانا۔ دو چار پیسے کم زیادہ کا خیال نہ کرنا۔ مگر وہ جا کر مر رہا۔ اب بتائیے میرا کیا قصور ہے" گارڈ صاحب بھی ڈرائیور کو بے قصور سمجھ کر چپ ہو گئے۔ اور کوئلہ کے انتظار میں گاڑی روکنے پر مجبور ہو گئے۔ انجن میں یہ بڑی بری بات ہے۔ کہ وہ بغیر کوئلہ کے چل ہی نہیں سکتا۔ جس طرح گھوڑے کے لئے دانہ گھاس ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح جب تک کوئلہ بھر نہ دیا جائے۔ انجن چلنے کا نام نہیں لیتا۔ گھوڑا بیچارہ تو تھوڑی دور بھوکا بھی چل لیتا ہے۔ لیکن انجن اتنا بھی کام نہیں دے سکتا۔ اب بتائیے کہ ریل بھی تھی۔ انجن بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسافر بھی تھے۔ گارڈ بھی۔ سیکرٹری صاحب ٹاؤن کانگریس کمیٹی بھی آ گئے تھے۔ اور ڈرائیور بھی تھا۔ مگر ایک کوئلہ کے نہ ہونے سے سب کا ہونا نہ ہونا یکساں تھا۔ کامل ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد للو فائرمین کوئلہ کی گٹھڑی لئے یہ کہتا ہوا پہنچا:۔

"آدھی رات کو کوئلہ منگانے چلے ہیں۔ تمام دوکانیں بند ہو چکی تھیں۔ ایک دوکان پر اتنا سا کوئلہ تھا۔ وہ بھی بمشکل تمام ایک روپیہ نو آنہ میں ملا ہے۔ بھاگتا ہوا آ رہا ہوں۔ راستہ میں گر بھی پڑا تھا تمام گھٹنے چھل گئے۔ کوئلہ وغیرہ دن سے منگا لیا کرو"

ڈرائیور نے جلدی سے کوئلہ ڈالا اور سیٹی بجا کر گاڑی چھوڑ دی۔ گاڑی چل ہی رہی تھی۔ کہ شور مچ گیا۔ "روکو روکو۔ گارڈ صاحب رہ گئے"۔ گاڑی پھر رُکی۔ اور گارڈ صاحب کو سوار کر کے چلی۔ ابھی دو فرلانگ بھی بمشکل سے گئے ہوں گے۔ کہ گاڑی پھر رُکی۔ اور گارڈ صاحب نے ڈرائیور سے چلا چلا کر پوچھنا شروع کیا۔ "ارے لائن کلیر بھی لے لیا تھا۔ لائن کلیر"۔ ڈرائیور نے بھی چلا کر جواب دیدیا۔ "لے لیا تھا۔ لے لیا تھا"۔ گارڈ صاحب نے جب اس طرف سے بھی اطمینان کر لیا۔ تو پھر فرمایا "اچھا تو چھوڑو گاڑی میں سیٹی بجاتا ہوں"۔ گاڑی پھر چلی۔ اب گاڑی کی رفتار کے متعلق ہم نے سوچنا شروع کیا۔ کہ یہ میل ہے یا ایکسپریس اس لئے کہ اس کی رفتار سے زیادہ تیز شاید ہم خود چل لیتے اور اگر اب بھی شرط بد کر دوڑیں۔ تو اس گاڑی سے پہلے کانپور پہنچنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ہم سے آخر نہ رہا گیا۔ اور اپنے ایک شریک سفر سے پوچھا "کیوں صاحب یہ میل ہے یا ایکسپریس"۔ وہ پہلے ہی سے کچھ خفا بیٹھے تھے۔ غالباً گاڑی پر خفا ہونگے۔ غصہ ہم پر اتارا۔ اور جھڑک کر فرمانے لگے "میاں خدا کا شکر بھیجو۔ کہ یہ گاڑی ہی ہے۔ تم میل ایکسپریس لئے پھر رہے ہو"۔ ان کا جواب سنکر ہم نے کھڑکی میں گردن ڈال کر جنگل کی سیر کرنا شروع کر دی۔ مگر سیر سے زیادہ دلچسپ منظر یہ تھا۔ کہ راستہ کے نئے مسافر چلتی گاڑی پر سوار ہوتے جاتے تھے۔ لوگ گاڑی سے اترتے تھے پیشاب کرتے تھے۔ اور پھر دوڑ کر سوار ہو جاتے تھے۔ اور گاڑی چھک چھک چل رہی تھی۔ اسی رفتار سے چل کر گاڑی اناؤ کے اسٹیشن پر رُکی۔ اب وہاں ایک نیا جھگڑا یہ شروع ہو گیا۔ کہ اسٹیشن ماسٹر اناؤ نے ڈرائیور پر خفا ہونا شروع کیا۔ کہ:۔

"جب تک میں نے سگنل نہیں دیا۔ تم کو اسٹیشن میں گاڑی لانے کا حق کونسا تھا"

ڈرائیور: "تو جب آپ نے گاڑی آتے دیکھ لی تھی۔ تو سگنل کیوں نہیں دیا"

اسٹیشن ماسٹر: "ایک تو گاڑی لے آیا۔ اور اوپر سے زبان لڑاتا ہے۔ ابھی نکلوا دوں گا۔ دوسرا ڈرائیور رکھ لوں گا۔ جو مجھ سے گستاخی کی۔ اگر گاڑی لڑ جاتی۔ تو تمہارا کیا جاتا۔ آئی گئی سب ہم پر آتی"

ڈرائیور: "دیکھئے زبان سنبھال کر کسی شریف سے باتیں کیجئے۔ نوکری کی ہے۔ عزت نہیں بیچی ہے۔ بڑے آئے وہاں سے نکالنے والے جیسے ہم ان ہی کے نوکر ہیں۔ اچھا کیا گاڑی لائے۔ خوب کیا گاڑی لائے۔ اب اس ضد پر تو ہزار مرتبہ لائیں گے۔ دیکھیں کوئی ہمارا کیا کرتا ہے"

اسٹیشن ماسٹر: "دیکھئے گارڈ صاحب منع کیجئے اس کو یہ کیسی کمینہ پن کی باتیں کر رہا ہے۔ افسری ماتحتی کا کچھ خیال ہی نہیں۔ میں چھاتی پر چڑھ کر خون پی لیتا ہوں"

گارڈ: "جانے بھی دو۔ اماں جانے بھی دو۔ ہائیں ہائیں یہ کیا کرتے ہو۔ اماں تم ہی ہٹ جاؤ۔ بھائی تم ہی ہٹ جاؤ۔ ارے۔ ارے۔ چھوڑو بھی یہ تو بھئی۔ سنو تو سہی۔ ارے یار سنو تو ——

اسٹیشن ماسٹر نے ڈرائیور کو اور ڈرائیور نے اسٹیشن ماسٹر کو۔ گھونسے، لاتیں، تھپیڑ، جوتے رسید کرنا شروع کر دیئے۔ اور تمام مسافر یہ جھگڑا دیکھنے کھڑے ہو گئے بمشکل تمام گارڈ نے بیچ بچاؤ کیا۔ اور سمجھا کر دونوں کو ٹھنڈا کیا۔ ابھی بیچارہ سمجھا ہی رہا تھا۔ کہ کسی نے آ کر نہایت گھبرائی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا:۔

"گارڈ صاحب، اے گارڈ صاحب، اجی وہ مال گاڑی سامنے سے آ رہی ہے۔ اور اسی پٹڑی پر آ رہی ہے۔ غضب ہو گیا"

گارڈ بھی یہ سنتے ہی بدحواس ہو گیا۔ اور چیخنا شروع کر دیا:۔

"مسافرو جلدی اترو، جلدی اترو، گاڑی لڑتی ہے گاڑی لڑتی ہے۔ جلدی اترو"

سب مسافر گڑبڑا کر اپنا مال اسباب کچھ لے کر کچھ چھوڑ کر گاڑی سے نکل آئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مال گاڑی جس کا ڈرائیور سو گیا تھا۔ اس گاڑی سے اس بُری طرح ٹکرائی کہ کھڑکی کا ایک شیشہ ٹوٹ کر میرے منہ پر آ پڑا — میں ایک دم سے چونک پڑا — حقہ کی نے میرے منہ پر آ گری تھی۔ حقہ جل چکا تھا۔ آرام کرسی بھی شبنم سے تر ہو گئی تھی۔ اور گھڑی میں بھی دو بجے کے قریب تھے۔ میں کرسی پر سے اٹھ کر چارپائی پر لیٹ گیا۔ اس لئے کہ اب گاڑی تو سونے کی وجہ سے چھوٹ چکی تھی۔ اب ہو ہی کیا سکتا تھا۔ سوائے آرام سے سونے کے۔

ایک سبق آموز افسانہ

اسمبلی اور مسلمان

رہنے دے جامِ جم مجھے انجام جم سنا
کھل جائے جس سے آنکھ وہ افسانہ چاہیئے

(۱)

آج سارا دن طوفان باد و باراں ڈیرے ڈالا رہا جس سے کچھ خنکی بڑھ گئی۔ اس وقت جب کہ دس کا عمل ہے۔ ابر رحمت دل کھول کے سخاوت کر رہا ہے۔ جس سے کئی دل شاد اور کئی ناشاد ہوں گے۔ ایلو اب تو شدت باراں کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ جب کبھی بجلی چمکتی ہے۔ تو اولوں کی سفید چادر تانے صحن ڈیوڑھی کی برف باری کا نظارہ پیش کرتا ہے۔

(۲)

میں اپنے کمرہ میں ہاتھ میں "شول" لئے بیٹھا ہوں۔ نیند غالب آنیکی متواتر کوشش کر رہی ہے۔ لیکن چیدہ چیدہ اخبار کے مطالعہ کا اشتیاق پیہم مدافعت کر رہا ہے۔ اسی اثنا میں دروازہ کھلا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اسلم صاحب سامنے کھڑے ہیں۔ کار تم کھلا ہونے کی وجہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کا اس وقت یہاں آنا بالکل غیر متوقع تھا۔ میں نے مصافحہ کے بعد ان سے اس وقت کی آمد کے متعلق استفسار کیا۔ ان کے اس جواب نے کہ "پرنسپل نے ہمیں کالج سے خارج کر دیا ہے"۔ مجھے زیادہ متفکر کر دیا۔ اوّلاً انہوں نے تفاصیل کو معرضِ التوا میں رکھنا چاہا۔ لیکن میرے اصرار پر انہوں نے یوں حالات بیان کئے۔

(۳)

ہمارے کالج کے اکثر طلباء ہندو مذہب سے متعلق ہیں مسلمان طلباء کی تعداد بہت کم ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پرنسپل اور سٹاف میں سے اکثر ہندو ہیں۔

ابتداً ہمارے اندر فوقیت کا سوال نہ تھا۔ ہمارے درمیان رشتۂ الفت و محبت مضبوط ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کہ یکایک ہندو طلبہ نے قدم اپنی چادر سے باہر نکالے۔ اور سیاسیات میں حصہ لینے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے اندر "ہندو مسلم سوال" برپا ہو گیا۔ کانگرسی لیڈروں کی سنگٹھنی ذہنیت ہمارے لئے بہت تکلیف دہ ثابت ہوئی۔ ہندو طلباء ہمارے ہر ترقی کے قدم اٹھاتے وقت ہمارے لئے سدِ راہ ہوئے۔

کچھ عرصہ ہم ان کے جور و تعدی کو سکوت و صبر سے برداشت کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سٹاف اور پرنسپل بھی ہاتھ دھو کر ہم مسلموں کے پیچھے پڑ گیا۔ اور ہمیں ہر طرح اذیت و تکلیف پہنچانے کے درپے ہو گیا۔ مثال کے طور پر چند ایک واقعات بیان کرتا ہوں۔

پرنسپل نے ہمارے نماز کے اوقات میں لیکچر رکھ دیئے تا ہم نماز باجماعت میں شامل نہ ہو سکیں۔ جس کے خلاف ہم نے صدائے احتجاج بلند کی۔ لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

ہم نے بعض "ہندو نُما" مسلم پروفیسروں کی توجہ بھی اس طرف منعطف کروانی چاہی۔ لیکن کسی نے اس مسئلہ کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔

(۴)

چونکہ کالج کے مسلم طلبہ میں احمدی طلبہ کی اکثریت تھی۔ جو اسلام کی پابندی فرضِ اوّلین سمجھتے تھے۔ اسلئے دوسرے طلبہ میں سے بھی اکثر جو کہ احمدی نہ تھے۔ ڈاڑھی منڈوانے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد پرنسپل کی نظرِ عنایت ڈاڑھی کی طرف ہوئی۔ انہوں نے اس کے استیصال کی انتہائی کوشش کی۔ اور آرڈر دیدیا۔ کہ "کوئی طالب علم کالج میں ڈاڑھی منڈوائے اور ٹائی لگانے کے بغیر نہ آیا کرے"۔

اس پر مسلم طلبہ میں حتّٰی کہ ان میں بھی جو پہلے ڈاڑھی منڈوانے کے عادی تھے۔ سخت جوش پھیلا۔ انہوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کرنے کا تہیہ کر لیا۔ کیونکہ اسے مداخلت فی الدین سمجھتے تھے۔

پرنسپل نے پہلے ہی جرمانہ کی ٹھانی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس حکم کی خلاف ورزی کی سزا میں ہر ایک طالب علم کو ایک ایک روپیہ جرمانہ ہوا۔ لیکن طلبہ نے ادا نہ کیا۔ قریباً ایک ماہ کی سعی لاطائل کے بعد پرنسپل نے اعلان کر دیا۔ کہ "اگر دو دن کے اندر اندر ان طلبہ نے جرمانہ ادا نہ کیا۔ تو ان کو کالج سے خارج کر دیا جائے گا"۔

لیکن مسلم طلبہ کا عزم و استقلال واقعی قابلِ داد ہے۔ کہ ان میں سے ایک نے بھی جرمانہ ادا نہ کیا۔ چنانچہ آج جب ہم کالج گئے۔ تو ہمیں معلوم ہوا۔ کہ "ہم کالج سے خارج کر دیئے گئے ہیں"۔

(۵)

اس داستان کے سننے سے مجھ پر جو اثر ہوا۔ قلم اس کے بیان سے قاصر ہے۔ میں مسلم قوم کی اس غفلت شعاری پر دستِ افسوس ملتا۔ کہ یہی مسلمان تھے۔ جو کبھی اپنے مذہب اور صرف مذہب کے بل بوتے پر دنیا میں معزز ترین قوم سمجھے جاتے تھے۔ آج انہوں نے اپنے مذہب کو خیرباد کہدیا ہے۔ جس کی وجہ سے روز بروز قعرِ مذلت میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔

خدایا! یہ کیا سوراج یا ہندو راج کا نقشہ ابھی سے کھینچا جا رہا ہے؟ کیا اس وقت بھی ہند پر غیر قوم مسلط ہے۔ ہندو! احسان فراموش ہندو!! کی تمام کوششیں "مسلم" کی بیخ کنی کے لئے وقف ہیں۔ تو پھر کیا ابھی سے مسلم اقلیت ہندو اکثریت کے رحم پر جینا شروع کر دے۔ نہیں خدایا! مسلم کو وہ دن نہ دکھائیو۔ کہ اسے کسی کے رحم پر جینا پڑے ......

اتنے میں کوئی چیز زمین پر گری۔ جس کے دھماکے سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا نہ وہاں اسلم تھے نہ کوئی اور شے

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

میں نے اس دھماکے کا موجب تلاش کیا۔ جس سے میں اس خوفناک خواب سے بیدار ہوا۔ میں نے دیکھا۔ کہ دوسرے کمرہ میں نوکر ایک الماری کی کتب درست کر رہا تھا۔ کہ چند ایک زمین پر گر پڑیں ۔ (ایم۔ اے فیاض)

احمدی مشن

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱۔ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اس کی ذات یا اس کی صفات یا اس کے اسماء یا اس کی عبادت میں نہ اس کا شریک ہے نہ شریک ہو سکتا ہے۔

۲۔ ملائکہ کا وجود برحق ہے۔

۳۔ خدا تعالےٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ ان پر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں ان پر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔

۴۔ ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔

۵۔ الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہے گا۔ خدا تعالےٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی جیسا وہ پہلے بولتا تھا۔ اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور کرتا رہے گا۔

۶۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر برحق ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالےٰ دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور قبول کرتا ہے۔ اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۷۔ بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہیں۔ حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہونگے ❊

۸۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی۔ اور قرآن کریم نے سورہ جمعہ میں و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں جس کی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے۔ اور جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں۔ اور آپ کے سوا کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں ❊

۹۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے۔ جس کے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص سوائے آپ کی کامل اطاعت اور آپ کی شاگردی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے تو الگ رہے مومن بھی نہیں ہو سکتا۔ پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں۔ کہ اس امت کی اصلاح کے لئے کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں۔ کہ اپنی امت کی خود اصلاح کر سکیں۔ اور دجالی فتنہ کو دور کر سکیں۔ پس کیا ضرورت ہے۔ جو دوسرے نبی کو مدد کے لئے بلایا جائے۔ لہذا ہمارا یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی امت میں سے آپ کے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جو کوئی نئی کتاب لائے۔ یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نہ نیا نہ پرانا۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی ہتک ہے۔ اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرمایا۔ اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہکر یاد فرمایا ہے۔ جس کے مطابق ہمارا ایمان ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعود) نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں درجۂ نبوت حاصل کیا ہے ❊

۱۰۔ ہم معجزات انبیاء کے قائل ہیں۔ جن کا اصل نام قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کے لئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے۔ جو انسانی طاقت سے بالا تر ہوتے ہیں۔

۱۱۔ مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہ بے باپ پیدا ہوئے تھے ❊

۱۲۔ مسیح موعودؑ ہی مہدی معہود ہے ❊

۱۳۔ مثیل موسےٰ یعنی رسول کریمؐ موسیٰؑ سے افضل اور مثیل مسیحؑ یعنی مسیح موعودؑ مسیحؑ سے افضل ہے ❊

۱۴۔ مسیح موعودؑ کے انکار کا وہی نتیجہ ہے۔ جو دوسرے انبیاء کے انکار کا ❊

ہدایات:۔ (۱) غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے (۲) غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ (۳) غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی منع ہے۔ (۴) خلیفہ وقت کی اطاعت ضروری ہے۔ (۵) ضروریات سلسلہ کے لئے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے۔ (۶) سلسلہ کا مرکز مدینۃ المسیح قادیان ہے ❊

حلاج یا نداف برادری کیلئے

قوم منصور حلاج۔ نداف کی اصلاح و ترقی کے لئے ہندوستان بھر کے مختلف مقامات پر شاخ انجمنیں عرصہ دراز سے قائم ہیں۔ جس کی مرکزی انجمن و دفتر گھوسی ہے اور اسکے ماتحت سالانہ عظیم الشان منصور کانفرنس ہوتی۔ اور قومی ہفتہ وار اخبار و ماہوار رسالے جاری ہیں۔ لہذا جملہ برادران قوم خواجہ منصوری حضرات کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ حسب ذیل پتہ سے قواعد ممبری اور قومی پوسٹر۔ اشتہارات اخبار مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ اور قومی میدان و انجمن میں حصہ لے کر ثواب لیں ❊

غیر احمدی مشن

امرت سری فاضل خدا کیلئے جواب دیں

مولوی ثناء اللہ صاحب کو میں اس خدا غیور خالق الارض والسموٰت و ما بینہما کی قسم دیتا ہوں۔ اور اس کا واسطہ ڈالتا ہوں۔ کہ وہ ضرور ہی سوالات ذیل کے مفصل مگر تحقیقی اور صحیح جواب عطاء فرما کر ثواب حاصل کریں ❊

(۱) آپ نے مقدمہ تفسیر القرآن اردو میں جس کا نام تفسیر ثنائی ہے۔ جو دلائل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہیں۔ ان کو آپ نے منکرین نبوت محمدیہ کے سامنے بطور حجت پیش کر کے کہا ہے۔ کہ یہ دلیلیں بالکل عقلی ہیں۔ اگر ان میں نقل کو کچھ دخل ہے تو صرف واقعات بتلانے کے لئے ہے۔ نہ کہ اصل مدعا کے لئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان دلائل کے مخاطب ہر فرقہ کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور ہیں“

آپ کی اس تحریر سے جو اپنے مفہوم کے ادا کرنے میں آپ کی فضیلت کا پورا پورا اظہار کر رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے تین دلیلیں تو ایسی عقلی دی ہیں۔ جن کے تسلیم کرنے میں کسی سلیم العقل کو عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور وہ تین دلیلیں غالباً یہ ہیں۔ کہ ”جو شخص کل جہاں سے مخالف ہو کر منجانب اللہ مامور اور نبی ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ اس کی حالت تین صورتوں میں منحصر ہوتی ہے۔ یعنی یا تو وہ سچا ہی ہوتا ہے یا دنیا ساز یا مجنون“ ان تین صورتوں کا نام جو آپ نے دلیل رکھا ہے یہ ایک فاضل کی ہمہ دانی کا ثبوت اور اس کی علمی پردہ دری کا پہلا نمونہ ہے۔ براہ مہربانی آپ بتائیں۔ کہ ان تینوں صورتوں کو ہی آپ نے عقلی دلیل بنایا ہے۔ یا اس کے علاوہ تین دلائل عقلی ہیں۔ اگر ہیں تو مقدمہ مذکور کی کس عبارت میں ان کا ذکر ہے۔ پھر انہی دلائل کو آپ نے ترک اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بھی دہرایا ہے۔ جس سے معلوم ہو گیا۔ کہ آپ ترک اسلام لکھنے کے وقت تک بھی ان تین شقوں کو ہی دلیل عقلی سمجھتے رہے ہیں۔ پس اگر یہی دلائل عقلی ہیں۔ تو ان سے اثبات مدعا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نبی ہونا جو مدلول ہے ان دلائل عقلیہ کا بغیر اظہار دلائل نقلی کے جن کو آپ نے واقعات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ کا دعویٰ تو یہ ہے۔ کہ آنحضرت فداہٗ امی وابی نبی تھے۔ دلیل عقلی یہ ہے۔ کہ ہر شخص جو مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ وہ سچا ہوتا ہے۔ یا دنیا ساز یا مجنون۔ آپؐ دنیا ساز نہ تھے۔ آپؐ مجنون نہ تھے۔ پس آپ سچے نبی تھے۔ کیا یہی استدلال نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ کیا آپ کے مخالف نے یہ تینوں شقیں تسلیم کر کے آپ کی تیسری شق کو مان لیا ہے؟ کیا آپ نے حضورؐ کے دنیا ساز اور مجنون نہ ہونیکے ثبوت میں کسی عقلی دلیل کو بطور واقعات کے پیش کر کے آج تک منوایا بھی ہے یا نہیں؟ کیا آپ نے ان ہر سہ شقوں کا ثبوت اپنے مسلمات سے دیا ہے یا مخالف کے مسلمات سے یا عقلی طور سے؟ کیا آپ نے جس قدر واقعات بیان کئے ہیں۔ جن پر اپنی ان تین صورتوں کے ابطال و اثبات کا مدار رکھا ہے۔ وہ سب کی سب عقلی ہیں۔ یا نقلی؟ اگر عقلی ہیں۔ تو کہاں پر ان کے عقلی ہونے کا ثبوت ہے۔ اور اگر نقلی ہیں۔ تو وہ نقل ان لوگوں سے کی گئی ہے۔ جو نبوت محمدیہ پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور آپ کو سچا نبی مان چکے۔ اور آپ کی جماعت میں داخل ہو چکے تھے۔ یا منکرین نبوت محمدیہ ومخالفین صداقت احمدیہ کے بیانات وشہادات سے کی گئی ہے؟ اگر وہ ان لوگوں کی شہادت ہے۔ جو مسلمان تھے۔ اور صداقت محمدیہ کے قائل۔ تو ایسی شہادت اثبات نبوت محمدیہ کے لئے ایک منکر نبوت محمدیہ پر کس طرح حجت ہو کر اس کو قائل کر سکتی ہے؟ ذرا لکھو مگر اس کا جواب دیں۔

(۲) جو بیان مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت میں دیا جائے۔ اس میں اور اس بیان میں جو گواہ کی حیثیت میں وہی مدعی یا مدعا علیہ دے۔ کچھ فرق ہوتا ہے یا نہیں؟ اور یہ فرق قانوناً ہے یا شرعاً یا عرفاً آپ چونکہ قانون دان ہونیکی بھی ڈینگ مارا کرتے ہیں اور رسالہ اسلام اور برٹش لاء کے بھی مؤلف ہیں۔ اس لئے مکمل اور مدلل جواب دیں! اور مشرح کر دیں۔

(۳) حلف مؤکد بعذاب اور بلا عذاب میں نتیجہ کے لحاظ سے کوئی فرق ہے۔ یا ہر دو مساوی ہیں مثلاً زید یہ حلف اٹھائے۔ کہ

"واللہ باللہ میرا یہ اعتقاد ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ ابن اللہ اور الٰہ ہیں۔ اور اس کو خدا نہ ماننے والے جھوٹے ہیں۔ اللّٰھم اشہد۔ اللّٰھم اشہد۔ اللّٰھم اشہد"

مگر عمر زید کی اس حلف کو محض خوش اعتقادی یا غلط فہمی پر محمول کر کے یہ جواب دے۔ کہ میں تمہارے اعتقاد پر مدعیانہ حلف نہیں چاہتا۔ بلکہ شاہدانہ حلف مؤکد بعذاب بالفاظ ذیل چاہتا ہوں۔ کہ

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دیتا ہوں۔ کہ بروئے کتب الہامیہ واحادیث انبیاء سے ثابت ہے۔ کہ مسیح خدا کا بیٹا اور خدا ہے۔ اور میرا یہ ایمان۔ اور یقین خدا تعالیٰ کے کلام کے مطابق ہے۔ اگر میں یہ جھوٹی گواہی دیتا ہوں تو خدا تعالیٰ کی مجھ پر اور میری بیوی اور اولاد پر لعنت ہو۔ اور خدا مجھ پر ایک سال کے اندر عذاب نازل کرے" آمین!

اس حلف میں جو عمر چاہتا ہے۔ اور اس میں جو زید خود اٹھاتا ہے۔ نتیجہ کے لحاظ سے عند اللہ کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اگر کوئی فرق نہیں۔ تو پھر کیوں زید عمر کی پیش کردہ حلف اٹھانے سے انکار کرتا ہے؟ اور اگر فرق ہے۔ تو وہ کیا ہے؟

(۴) کیا آپ کے نزدیک جھوٹی اور سچی قسم میں کوئی مابہ الامتیاز ہے۔ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

(۵) اگر کوئی شخص جھوٹی قسم خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر کھالے۔ تو اس کو کوئی نقصان اس جھوٹی قسم کا اسی دنیا میں منجانب اللہ پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر پہنچتا ہے۔ تو یہ تمیز کیونکر ہو سکتی ہے۔ کہ یہ نقصان یا سزا اس جھوٹی قسم کا بدلہ ہے؟ اور اگر نہیں پہنچتا تو پھر قسم کھانے یا کھلانے سے کیا نتیجہ اور کیا فائدہ ہے؟

(۶) کیا شریعت محمدیہ میں مباہلہ کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کس طرح اور کن حالتوں میں۔ اور کس کے ساتھ ہوتا ہے؟

(۷) آیا مباہلہ کرنے والوں میں سے جو فریق عمداً کذب وباطل پر قائم ہو۔ اس پر مباہلہ کے بعد کوئی سزا یا عذاب منجانب اللہ اسی دنیا میں وارد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے۔ تو وہ کیا ہوتا ہے؟

(۸) جھوٹے مباہل پر بعد مباہلہ کتنے عرصہ تک خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا نازل ہوتی ہے۔ یا اسکی کوئی میعاد نہیں ہے؟

امید ہے۔ کہ آپ ان سوالات کو ٹال کر خاموش نہ ہو جائیں گے۔ بلکہ جلد سے جلد ان کا جواب عطا فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے۔ اور اگر آپ نے جواب نہ دیا۔ تو آپ کے خلاف جو نتیجہ ہم نکالیں گے۔ اس پر پھر آپ کو انکار کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور وہ بالکل سچا اور درست ہوگا۔ (ایڈیٹر)

مختصر نوٹ

سائنس اور قرآن

اللہ تعالیٰ اپنی پاک کلام قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ وان من شیءٍ الا عندنا خزائنہٗ وما ننزلہٗ الا بقدرٍ معلوم۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے بھرے پڑے ہیں۔ جن میں سے ہم بقدر ضرورت زمین پر نازل کرتے رہتے ہیں۔ اس کے مطابق مغربی ممالک میں ابھی سے کوئلہ اور تیل کی کمیابی اور گرانی کی وجہ سے ماہران علم سائنس نے مصنوعی طاقت حاصل کرنے کی مزید وسائل کی تلاش شروع کر دی ہے۔ چنانچہ مظاہر قدرت کا بغور مشاہدہ کرنے اور کئی تجربوں کے بعد یہ ایک ذریعہ نکالا ہے۔ کہ بڑی بڑی آبشاروں کے زور سے بہتے ہوئے پانی کی طاقت قابو میں لائی جائے۔ اور اس سے کام لیا جائے۔ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ امریکہ میں بعض مقامات پر بیسیوں میل کے فاصلہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آبشاروں کی طاقت بجلی کی رو میں منتقل کرکے شہروں میں لاتے ہیں۔ اور اس سے روشنی حاصل کی ہے۔ ٹریم کاریں چلائی ہیں۔ اور کارخانوں کے انجنوں کو چلتا کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب آبشار نیاگرا کی طاقت قابو میں لانے کا پورا پورا بندوبست ہوگیا۔ تو ستر لاکھ گھوڑوں کی طاقت دن رات متواتر بغیر کسی وقفہ کے سال بھر کے تمام دنوں میں بلاناغہ حاصل ہوتی رہیگی ؛

کوئلہ اور تیل کے ذخیرے آخر ایک نہ ایک دن ختم ہو جائیں گے۔ یا یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ختم ہونے سے پہلے ہی اس قدر گراں ہو جائیں۔ کہ تجارتی لحاظ سے کارآمد نہ رہیں۔ مگر پانی ایک ایسی نعمت ہے۔ جس کی نسبت اندیشہ نہ ہی ہو سکتا ہے۔ جب تک دنیا قائم ہے پانی برابر بہتا رہیگا۔ اور سستا ہاتھ آئیگا ؛

جعل لكم من الشجر الاخضر نارا

مصنوعی طاقت کا ایک اور منبع ایک قسم کی شراب ہے۔ جسے کوئلہ یا تیل کی طرح جلا سکتے ہیں۔ خط استوا کے شمال و جنوب میں جو وسیع جنگلی علاقے نشیب میں واقع ہیں۔ وہاں ایسے پودے نہایت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جن کی ٹہنیوں اور پتوں میں اس شراب کی بہتات ہے۔ یہ اُگتے بھی جلد ہیں اور بڑی سرعت سے بڑھتے ہیں۔ ان علاقوں میں ان بے انتہا جنگلی پودوں سے جلانے کے کام کی شراب بنائی۔ اور کوئلہ یا تیل وغیرہ کی جگہ جلائی جا سکتی ہے ؛

وجعلنا سراجا وهاجا

آفتاب کی حرارت سے بھی مصنوعی طاقت حاصل ہونا ممکن ہے۔ شاید کبھی ایسا وقت آجائے کہ ہم اس طاقت کا کافی حصہ اپنے قابو میں لے آئیں۔ جو سورج ہر لحظہ زمین کی طرف بھیج رہا ہے۔ سورج کی زبردست قوت کے متعلق ایک عالی پایہ جغرافیہ دان لکھتے ہیں۔ کہ اگر ہم صحرائے افریقہ کا ایک چھوٹا سا رقبہ بھی۔ مثلاً اتنا بڑا جتنا کہ شہر لندن اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ ہے۔ تو اس پر سال تمام میں آفتاب اپنی حرارت کے ذریعے سے اتنی طاقت پھینکتا ہے۔ کہ یہ طاقت اس سارے کوئلے سے حاصل ہوگی۔ جو برطانیہ کی کانوں سے سال بھر میں نکالا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آفتاب کی اس حرارت میں جو تمام کرہ زمین کو سال بھر میں دیتا ہے۔ کس قدر مصنوعی طاقت موجود ہے۔ اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ اگر کوئی انسان ایسی مشین ایجاد کرے۔ جس سے آفتاب کی طاقت قابو میں آجائے۔ اور اس مشین کو افریقہ کے صحرا میں قائم کرے۔ تو زیادہ تمام طاقت حاصل کرلے۔ جس کی اسے ضرورت ہے۔ اور کوئلہ اور تیل کی ضرورت بھی نہ پڑے مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ انسان ایسی مشین ضرور ایجاد کریگا یا کب کریگا ؛

(مرسلہ) رفیع الدین منشی فاضل جھاوریاں

انصاف ہے یا رحم

لالہ رادھا کشن ایڈیٹر پرکاش مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل استفسارات کا ویدوں کی رُو سے تحقیقی جواب دیں تاکہ ان کو خدا کے انصاف اور رحم کے متعلق جو اسلام کا سدھانت ہے جلدی سے جواب دیا جا سکے۔ ایڈیٹر مہاشہ جی بتلائیں۔ کہ

(۱) انسان میں بھی رحم و انصاف کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو یہ دونوں وصف ایک ہی مقام پر ایک ہی وقت میں ایک ہی شخص کے متعلق ایک ہی فعل پر واقع ہونے ہیں یا اس کے خلاف؟

(۲) انسان کے یہ دونوں وصف یعنے رحم و انصاف اختیاری ہیں یا اضطراری یعنے انسان اپنے ارادہ سے ان کا اظہار کرتا ہے یا بلا ارادہ خودبخود اس سے سرزد ہوتے رہتے ہیں؟

(۳) ایشور (یعنی خدا) سے تمام اوصاف اختیاری یعنی بالارادہ سرزد ہوتے ہیں یا اضطراری بغیر ارادہ کے خودبخود؟

(۴) ایک انسان کے کسی عضو میں کوئی پھوڑا ایسا پیدا ہو جائے۔ جس سے رفتہ رفتہ اس انسان کی موت واقع ہونے کا احتمال ہو۔ اگر ڈاکٹر اس عضو کو کاٹ ڈالے تو یہ ڈاکٹر کا رحم ہے یا انصاف؟

(۵) اگر ایک گئو ماتا کے شکم یا پاؤں یا ٹانگ میں کیڑے پڑ جائیں۔ تو اُن ہزاروں کیڑوں کو ڈاکٹر کا مار ڈالنا اور گائے کو بچا لینا۔ گائے اور کیڑوں کے حق میں انصاف ہے یا رحم؟

(۶) ایک ایسے باغی کو جو قانوناً اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ جس کی سزا میں اس کو پھانسی دینا جائز ہو۔ اگر حکومت اس کی کسی خاص حالت پر نظر کرکے بجائے پھانسی کے حبس دوام کی سزا دیدے۔ تو ایسا کرنا حکومت کا رحم ہے یا انصاف؟

(۷) اگر کوئی بااختیار حاکم کسی کو انعام دینا چاہے۔ تو اس کے فعل کی نوعیت کے مطابق انعام کا بڑھانا یا گھٹانا انصاف ہے یا رحم؟

(۸) انعام کے لئے کوئی ایسا قانون مقرر ہے۔ کہ فلاں فعل کا خواہ اس فعل کی نوعیت کیسی ہی ہو اس قدر انعام دینا چاہیئے۔ اور اس سے کم و بیش کرنا انصاف یا رحم کے خلاف ہے؟

(۹) تضاد کے لئے کوئی شرائط ہیں یا نہیں؟ یعنی کسی امر کو اگر متضاد کہا جائے۔ تو کن حالتوں میں وہ متضاد ہوتا ہے؟ مثلاً موت اور حیات آپس میں متضاد ہیں ایسا ہی صحت اور بیماری آپس میں متضاد ہیں۔ اگر یہ دونوں ایک ہی وقت میں پیدا ہوں۔ تب متضاد کہلاتی ہیں۔ یا کبھی موت اور بیماری کبھی صحت اور زندگی کے ہوتے ہوئے بھی ان کو متضاد کہا جائے گا؟

(۱۰) اسلام کی ایک مثال ایسی پیش کرو۔ جس میں دو متضاد امر ایک ہی حالت میں واقع شدہ پائے جائیں۔

ان سوالات کے صحیح اور معقول جواب آنے پر آپ کو اسلام کے عقیدہ کا جو خدا کے رحم اور انصاف کے متعلق ہے۔ انشاء اللہ ایسا جواب دیا جائے گا۔ کہ جس کے بعد آپ کو ویدک دھرم کا نام تک بھول جائیگا ؛

عذر معقول فاروق کے واسطے کاغذ لاہور سے منگایا گیا تھا۔ جو ۹ رجنوری کو وہاں سے ریل کے ذریعہ روانہ ہوا۔ ۱۴ رجنوری کا پرچہ پریس میں چھپنے کو بھیجدیا تھا۔ اس امید پر کہ کاغذ ۱۲ رجنوری تک آجائے گا۔ لیکن کاغذ... آج ۱۸ رجنوری تک بھی نہیں آیا۔ اسلئے دو ہفتہ کا پرچہ اکٹھا کرنا پڑا۔ اور یہ کاغذ کے نہ آنے سے مجبوراً ایسا ہوا۔ جس کی معذرت کرتا ہوں (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

یسوع مسیح کا دشمنوں سے سلوک

سنتِ الٰہی

دنیا میں جب بھی کوئی راستباز اور مقدس انسان خدائے قدوس کی طرف سے ہدایتِ عالم کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ تو ہمیشہ دشمنانِ حق اسے ستانے اور دکھ پہنچاتے ہیں۔ اور وہ اس کی پرحکمت اور لائق تقلید باتوں پر ہنسی اور تمسخر اڑانے اور اس کی عداوت اپنا مقصدِ حیات قرار دے لیتے ہیں۔ وہ ہر ممکن طریق سے استیصالِ دین کی کوشش کرتے۔ اور اس امر کی آرزو اور تڑپ رکھتے ہیں۔ کہ یہ نیا سلسلہ دنیا سے فنا ہو جائے۔ مٹ جائے اور برباد ہو جائے۔ مگر وہ راستباز چونکہ حیرت انگیز استقلال اور شجاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے اُن دشمنوں کی ظالمانہ کاروائیاں انہیں اُن کے مقصد سے ہٹا نہیں سکتیں۔ وہ بڑھتے ہیں۔ اور آخر کامیاب و بامراد ہو جاتے ہیں*

حضرت مسیح کی مخالفت

غور کر کے دیکھ لو۔ آج تک جس قدر خدا کے انبیاء ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر نبی کے مقابل اس کے دشمن بھی ضرور اٹھے۔ اور ہر راستباز کے مقابل پر شیطان بھی آموجود ہوا۔ اور یہی وہ سنتِ الٰہی تھی۔ جسکے مطابق حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بھی جب دنیا میں مبعوث ہوئے۔ تو ان کی مخالفت پر یہود نامسعود کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ہمیشہ آپ کو اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں اور جیسا کہ طبعی بات ہے۔ جب کسی کی دشمنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ تو انسانی قلب میں سے ایک آہ نکلتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ آہ بددعا کی شکل میں نمودار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی جب بے حد تکالیف پہنچائی گئیں۔ تو انہوں نے بھی دشمنانِ دین کو نہایت سختی سے بعض الفاظ کہے۔ جو آج تک اناجیل میں موجود ہیں*

نور افشاں کی مغالطہ دہی

مگر افسوس اور ہزار افسوس۔ کہ اندھی تقلید کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج عیسائی اخبار "نور افشاں" حضرت مسیح کی یہ ایک بے نظیر خوبی بیان کر رہا ہے۔ کہ آپ نے اپنی مدت العمر کسی دشمنِ حق کے ساتھ کوئی بُرا سلوک روا نہیں رکھا۔ چنانچہ لکھتا ہے:-

"انسان کی فطرت کا یہ اقتضاء ہے۔ کہ اگر اسکی مخلصانہ اور صادقانہ کارروائیوں کا صلہ زجر و توبیخ سے دیا جائے۔ یا بجائے ادائے تشکر کے اسکی نیکیوں سے قطع نظر کر کے اس کو متہم گردانا جائے۔ تو خود بخود اس کے منہ سے ایک آہ نکلتی ہے۔ اور اکثر اوقات یہ آہ بددعا سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن حضور (مسیح ناصری) نے اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ بھی یہ سلوک جائز نہیں سمجھا۔ کہ ان کے حق میں کم از کم بددعا تک کریں۔ نہیں بلکہ آپ نے ایک فوق الانسانیت ہمدردی کا ثبوت دیا" (۲۲ نومبر)

مسیح کا غیروں سے معاملہ

ہمیں اگرچہ اس امر کی ضرورت نہیں کہ ہم حضرت مسیح کے اس خشونت بھرے سلوک پر کچھ روشنی ڈالیں۔ جو اناجیل میں اُن کا دشمنوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے مگر اب جب کہ ایک خلافِ واقع اور سراسر جھوٹ بات کہی گئی ہے۔ اور بلاوجہ حضرت مسیح کی طرف ایک ایسی خوبی منسوب کی گئی ہے۔ جو ان میں نہیں تھی۔ تو لازماً ہمیں بھی اس بات کی تردید کے لئے چند امور کا انکشاف کرنا پڑا۔

افسوس ہے۔ کہ عیسائی لوگ بے جا محبت کے نتیجہ میں حضرت مسیح کی طرف موہوم خوبیاں منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ واقعاتِ صحیحہ اس کے صریح برخلاف ہوتے ہیں*

اگر "نور افشاں" کا یہ درست قول ہے کہ "حضور (یسوع مسیح) نے اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ بھی یہ سلوک جائز نہیں سمجھا۔ کہ اُن کے حق میں کم از کم بددعا تک کریں۔ نہیں بلکہ آپ نے ایک فوق الانسانیت ہمدردی کا ثبوت دیا"۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ اب وہ اپنی آنکھیں کھولے۔ اور انجیلِ مقدس میں سے حضرت مسیح کا وہ نمونہ دیکھے۔ جو اب میں دکھلانا چاہتا ہوں۔

انجیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے دشمنوں سے نہایت ناروا سلوک کیا ہے۔ اور بہت دفعہ انہیں گالیاں نکالیں۔ اور سخت بُرا بھلا کہا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ چند فریسی اور صدوقی آپ کے پاس آئے اور کسی معجزہ کی خواہش ظاہر کی۔ اب یہ بات بالکل معمولی تھی۔ قطعاً کسی سختی اور خشونت کی حاجت نہیں تھی۔ مگر آپ نہایت سختی سے جواب دیتے ہیں مسکہ:-

"اس زمانے کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائے گا"۔ متی ۱۶/۴

اب دشمنوں کو ان کے منہ پر "زناکار" کہہ دینا کیا یہی وہ "فوق الانسانیت" ہمدردی کا ثبوت" ہے۔ جو حضرت نے دنیا میں ظاہر فرمائی۔

اسی طرح ایک دفعہ "ہیرودیس" کے متعلق بقول "نور افشاں" فوق الانسانیت ہمدردی سے کام لیتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

"جا کر اس لومڑی سے کہدو۔ کہ دیکھ میں آج اور کل بدروحوں کو نکالتا اور شفا بخشنے کا کام انجام دیتا رہوں گا۔ اور تیسرے دن کمال کو پہنچوں گا"۔ لوقا ۱۳/۳۲

اسی طرح لکھا ہے۔ کہ ایک کنعانی عورت عجز و الحاح کرتی ہوئی آپ کے فیض سے مستفیض ہونے آئی۔ مگر جناب مسیح اول تو اُسے جواب ہی نہیں دیتے۔ لیکن جب آپ کے شاگردوں نے مکرر آپ کو توجہ دلائی تو نہایت "فوق الانسانیت ہمدردی" کے جذبہ سے متاثر ہو کر فرمانے لگے:-

"لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں"۔ متی ۱۵/۲۶

غور فرمائیں۔ وہ عورت کیا کہتی ہو گی۔ کہ مجھے کتوں سے مشابہ قرار دے دیا۔ مگر نہیں آپ کی ہمدردی اِسی رنگ کی ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے حواریوں کو بھی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"پاک چیز کتوں کو نہ دو۔ اور اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ ڈالو" متی ۷/۶

یہ کتے اور سؤر کون ہیں۔ غالباً "نور افشاں" جانتا ہوگا کہ ان سے مراد مسیحیت کے علاوہ غیر اقوام ہیں۔ اب کیا غیروں سے یہی "فوق الانسانیت ہمدردی" کا ثبوت مسیح نے پیش کیا تھا۔

مگر یہیں تک بس نہیں (۱) "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو (متی ۲۳/۱۳) (۲) اے اندھے راہ بتلانے والو (متی ۲۳/۱۶) (۳) اے احمقو اور اندھو (متی ۲۳/۱۷) (۴) اے سانپو۔ اے افعی کے بچو" (متی ۲۳/۳۳) یہ انکی روزمرہ گفتگو کے معمولی فقرات ہیں۔ جو دشمنوں کے متعلق آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا کرتے تھے۔ اب ہم کیا کریں۔ نور افشاں کی بات مانیں یا جناب مسیح کا اپنا نمونہ دیکھ کر کوئی نتیجہ قائم کریں۔ اس کا فیصلہ ہر شخص خود آپ کر سکتا ہے۔

آخرت میں غیروں سے سلوک

مگر یہ تو دنیا میں ان کی ہمدردی کا ثبوت تھا۔ اب عالم اخروی میں ان کے محبت بھرے کلام کا نمونہ دیکھئے۔ فرماتے ہیں:-

"اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے۔ اس وقت میں ان سے صاف کہدوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ" متی ۷/۲۲ و ۲۳

اسی طرح فرماتے ہیں۔ کہ جب میں جلال کے تخت پر بیٹھوں گا۔ تو غیروں سے یوں خطاب کروں گا۔

"اے ملعونو۔ میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ۔ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے" متی ۲۵/۴۱

کیا خوب۔ "فوق الانسانیت ہمدردی" کا ثبوت ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر نور افشاں انجیل مقدس کا کبھی مطالعہ نہیں فرماتے۔ ورنہ ایسی واہی باتیں اُن کے منہ سے ہم ہرگز نہیں سنتے۔

انجیر کے درخت پر لعنت

مگر یہ تو مخالف انسانوں کا حال تھا۔ اناجیل تو یہاں تک بتاتی ہیں۔ کہ آپ کی طبع معلّٰی کچھ ایسی خشونت سے بھری تھی۔ کہ ایک دفعہ انجیر کے درخت پر بھی لعنت کر دی۔ کوئی پوچھے درخت کا کیا قصور تھا۔ مگر قصور ہو نہ ہو۔ لعنت تو ضرور کرنی تھی۔ لکھا ہے:-

"پطرس کو وہ بات یاد آئی۔ اور اس سے کہا۔ اے ربی۔ دیکھ یہ انجیر کا درخت جس پر تُو نے لعنت کی تھی۔ سوکھ گیا ہے" مرقس ۱۱/۲۱

اب ان تمام حوالجات سے یہ بات بکمال واضح ہو گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح کا اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا سلوک رہا۔ آپ نے نہایت سختی سے ان کے ساتھ برتاؤ کیا بلکہ آپ نے اگلے جہان میں بھی ان پر لعنت ڈالنے کی خبر دیدی تاکہ اچھی طرح پتہ لگ سکے۔ کہ دشمن کس طرح انکی متواتر لعنتوں کے مستحق ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ "نور افشاں" نے نہایت کورانہ تقلید اختیار کرتے ہوئے یہ مندرجہ بالا الفاظ کہے۔ ورنہ ان میں سچائی کی قطعاً کوئی بُو نہیں۔

پولوس رسول کی بددعائیں

اب "خداوند یسوع مسیح" سے نیچے اتر کر پولوس رسول کا قول ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:-

"میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اس خوشخبری کے سوا جو تم نے قبول کی تھی۔ اگر تمہیں اور خوشخبری سناتا ہے تو ملعون ہو" گلتیوں ۱/۹

کیا ہی دلپسند وعظ ہے۔ جو جناب پولوس فرماتے ہیں اگر مسیحیت کے علاوہ کوئی اور وعظ آکر تمہیں سنائے۔ تو وہ ملعون ہے۔ اور بددعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ملعون ہو جائے۔ کیا یہی دشمنوں سے "فوق الانسانیت ہمدردی" کا انجیل عیسائیوں کو سبق سکھاتی ہے۔

اسی طرح فرماتے ہیں:- کہ:-

"کہ جو کوئی خداوند (یسوع مسیح) کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو" ۱ کرنتھیوں ۱۶/۲۲

گویا تمام وہ اشخاص جو مسیح سے محبت نہیں رکھتے اور جو مسیحیت کے علاوہ دوسرے مذاہب پر عامل و کاربند ہیں۔ وہ انجیلی فرمودہ کے ماتحت ملعون ہیں اور ان کے لئے پولوس کی بددعا ہے۔ کہ وہ ملعون ہوں۔

اب جس جگہ اس طرح دوسروں کے لئے لعنتیں اور بددعائیں تقسیم کی جا رہی ہوں۔ وہاں سے یہ اعلان ہونا۔ کہ "حضور (یسوع مسیح) نے اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ بھی یہ سلوک جائز نہیں سمجھا۔ کہ ان کے حق میں کم از کم بددعا تک کریں" بہت ہی حیرت انگیز بلکہ سفید جھوٹ ہے۔ جو بولا گیا۔

غالباً مسیح کے انہی بار بار لعنتیں کرنے کا نتیجہ تھا کہ پطرس بھی مسیح پر لعنت کر بیٹھا۔ جیسے لکھا ہے:-

"اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا" متی ۲۶/۷۴

اور اس بات سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ تمام مسیحی اپنے "خداوند" کو بھی ملعون قرار دیتے ہیں۔ دیکھو گلتیوں ۳/۱۳ جہاں لکھا ہے:-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا"

پس "نور افشاں" کا یہ مندرجہ بالا قول سخت بے بنیاد اور پُر فریب قول ہے۔ جس کی بطالت ہر طرح ظاہر اور واضح ہے۔

اسلام کی تعلیم

مگر اسلام کی تعلیم تم دیکھو۔ وہ سب مذاہب اور ان کے برگزیدہ ہادیوں کی کمال تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور وہ اپنے متبعین کو یہ سبق سکھلاتا ہے۔ کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ لوگوں کو خدا کے دین کی طرف حکمت و موعظت کے ساتھ بلاؤ۔ قولوا للناس حسناً۔ لوگوں سے ہمیشہ اچھی باتیں کہو۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم معبودانِ باطلہ کو گالیاں مت نکالو۔ ورنہ وہ جہالت سے تمہارے آسمان و زمین کے خدا کو گالیاں دینے لگیں گے۔ پس اسلام اور عیسائیت میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ اے آنکھوں والو دیکھو اور کانوں والو سنو۔ تم ٹمٹماتی شمع کو چھوڑ کر اب آفتابِ اسلام کی ضیا پاش شعاعوں میں بیٹھو۔ زمانہ بدل گیا۔ اور اب عیسائیت کا نہیں بلکہ اسلام اور قرآن کا دور دورہ ہے۔ خدا تمہیں ہدایت بخشے۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان دارالامان ۲۴/۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

دیانند اور وید

(۵۱)

اس کے بعد آریہ ویر کے مضمون نگار مہاشہ جی لکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم صرف عرب کے بدوؤں کے لئے مخصوص ہے۔ آریہ ورت کے لوگ اس کو کب قبول کر سکتے ہیں۔

مہاشہ جی واقعی آپ لوگوں کی عقلیں تناسخ میں چکر کھا کھا کر اس قدر مسخ ہو چکی ہیں۔ کہ اسلام جیسی پوتر اور پاک تعلیم کو قبول نہیں کر سکتیں۔ اور دوسرے آپ جیسے لوگوں کا اسلام کو قبول نہ کرنا بھی اسلام کی ایک زبردست سچائی ہے۔ کیونکہ اگر تم لوگ بھی اسلام قبول کر لیتے۔ تو قرآن کریم کی آیت ختم اللّٰہ علےٰ قلوبھم کے مصداق پھر کون ہوتے۔ پس خدا نے یہ قول تم جیسے لوگوں ہی کی شان میں فرمایا ہے۔ کہ یہ وہ گروہ ہے۔ جو کہ خدا کے کلام سے کوسوں دور ہے اور ان کو ہرگز اسلام جیسے مقدس دھرم کی قبول کرنے کی توفیق نہ ملے گی۔ کیونکہ تناسخ کی وجہ سے انکی عقل اور سمجھ اس قدر مسخ ہو چکی ہے۔ کہ اب وہ اس دین کو جو کہ تمام مذاہب سے اعلیٰ و اکمل تعلیم پیش کرتا ہے۔ سمجھ ہی نہیں سکتے۔

لیکن او دیانندی چمن کے نونہال پریم چند! اور ہر چند!! تجھ کو کیا خبر ہے۔ کہ وہ دین جس کو عرب کے ایک یتیم و بے کس نے خدا سے الہام پا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کس طرح تھوڑی ہی مدت میں اکناف عالم میں پھیل گیا۔ وہ ایک نور تھا۔ جس نے ہندوستان جیسے ملک سے جو کہ کفرستان بنا ہوا تھا۔ ہر طرح کے شرک و بدعت کے اندھیرے کو دور کر کے روشن کر دیا۔ وہ ایک آگ تھی۔ جس طرف اس نے رُخ کیا۔ تمام شرک اور بت پرستی کو جلاتی اور بھسم کرتی گئی۔ اور وہاں کے لوگوں کو لا الٰہ الا اللّٰہ کا اِک کلمہ پڑھایا۔ جیسا کہ آریہ سماج کے مشہور لیڈر لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"کہ جس وقت بھارت ورش میں مذہبی کمزوری اپنا پاؤں جما رہی تھی۔ اس وقت عرب کے ریگستان میں ایک مہا پرش و عظیم الشان انسان ایک عجیب و غریب وحدانیت کی تعلیم دے رہا تھا اسلام کی وحدانیت کیا تھی۔ ایک آتش خیز پہاڑ تھا۔ جس کی اُبلتی ہوئی لہر کے آگے نہ بت پرستی ٹھہری اور نہ عیسیٰ پرستی اور نہ آتش پرستی ٹھہری اور نہ انسان پرستی۔ جہاں تک یہ لہر پہنچی راستہ میں صفائی کرتی چلی گئی"

(جیون چرتر دیانند ص۵۷)

پس اس آتش خیز لہر نے ہندوستان میں آ کر یہاں کی بت پرستی کو مٹا کر ساڑھے سات کروڑ لوگوں کو ایک خدا کا پجاری بنایا اور دن بدن یہ لہر ترقی کر رہی ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے وہ دن نزدیک ہے۔ کہ جب اس کفرستان میں توحید کا ڈنکا بجے گا۔ چنانچہ اکثر آریہ سماجی لیڈروں نے اس خطرہ کو محسوس کر کے ہندو قوم کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ جیسا کہ لالہ ہنسراج نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"جس قدر ترقی اسلام کو بھارت ورش کے اندر ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ یہ حیرت انگیز ہے۔ اور اگر یہی رفتار رہی۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب کہ ہندو جاتی کا نام و نشان مٹ جاویگا"

(آریہ گزٹ مئی سنہ ۱۹۱۵ء)

(۲) لفٹیننٹ مکرجی نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا "ایک مرتی ہوئی جاتی"۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ہندو قوم کی حرکت ایسی ہے۔ کہ اگر یہی حالت رہی۔ تو وہ آہستہ آہستہ دنیا سے نیست و نابود ہو جاویگی۔ بنگال خاص کی مردم شماری سنہ ۱۸۷۲ء میں ہندوؤں کی تعداد ۱۲۱ لاکھ تھی۔ اور مسلمانوں کی ۱۰۷ لاکھ۔ لیکن تیس سال کے بعد جب مردم شماری ہوئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے چوبیس لاکھ زیادہ ہو گئی ہے اور اگر یہی حالت اور صوبوں کے ہندوؤں کی رہی۔ تو پھر اس مردہ جاتی کا ایشور ہی مددگار ہے"

(منقول از کلام ربانی)

(۳) "سنہ ۱۸۹۱ء تا سنہ ۱۹۰۱ء تک کی مردم شماری سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ہندو قوم سے چھ لاکھ ہندو کم ہو گئے ہیں۔ جن میں سے اکثر معززین نے ہندو دھرم کو تلانجلی دیکر اسلام و عیسائیت دھرم کو گرہن کر لیا ہے"

(آریہ مسافر ۲۳ جون سنہ ۱۹۰۳ء)

غرض کہاں تک لکھا جاوے۔ سینکڑوں ہندو لیڈروں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ ہندوستان کے اندر اسلام بڑی سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اور مشاہدہ بھی تمہارے قول کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ وہ ہندوستان جس میں ایک بھی مسلمان نہیں تھا۔ آج خدا کے فضل و کرم سے اسی ہندوستان کے رہنے والوں میں ۸ کروڑ انسان اسلام کا جوا اپنی گردن پر رکھنے کا فخر رکھتے ہیں۔ پس تمہارا یہ قول کہ اسلام صرف عرب کے بدوؤں کے لئے ہے۔ اور آریہ ورت کے لوگ اس کو کب قبول کر سکتے ہیں۔ جھوٹ اور واقعہ کے خلاف ہے۔ (باقی دارد)

(مہتہ محمد عمر شرما۔ مولوی فاضل)

رعایت

کیفیت وید ۵ / ۔ ویدک توحید کا آئینہ ۲ / ۔ چشمہ ہدایت دھرم شین گن ۴ / ۔ حدوث روح و مادہ عمہ ۔ ویدوں کے سربستہ راز ۴ / ۔ یہ چھ کتابیں آریہ سماج اور ویدوں کی تعلیم کی پوری واقفیت حاصل کرنے اور آریوں کے ہر مسئلہ پر سیر کن اور مدلل اور معقول مناظرہ کرنے کے واسطے ایسی مکمل ہیں۔ کہ ایک معمولی اردو جاننے والا بھی اگر ان کا ایک بار مطالعہ کر لے۔ تو آریہ سماج کا بڑے سے بڑا ایکچرار یا پنڈت بھی اس کے سامنے پھر دم نہ مار سکیگا۔ یہ سب کتابیں یکمشت خریدنے والوں کو محصولڈاک کی رعایت ملیگی۔ اور صرف تین روپیہ دو آنہ کا وی پی ڈیکے نام ہوگا۔ الگ الگ کتاب پر کوئی رعایت نہیں۔ ملنے کا پتہ

(فاروق بک ایجنسی قادیان پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بابی مشن

بہاء اللہ ایرانی کی شریعت

گذشتہ فاروق میں مرزا محمد علی باب کی کتاب بیان سے بابی شریعت کے چند امور نقل کئے تھے۔ آج مرزا حسین علی بہاء کی کتاب اقدس سے بہائی شریعت کے کچھ مسائل ناظرین فاروق کے لئے نقل کئے جاتے ہیں۔ جو شریعت محمدیہ کو منسوخ کر کے بہاء اللہ نے وضع کئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

نماز کے متعلق

"قد کتب علیکم تسع رکعات للہ منزل الآیات حین الزوال وفی البکور والآصال وعفونا عن عدۃ اخری امرا فی کتاب اللہ انہ ھو الامر المقتدر المختار"

(کتاب الاقدس مطبوعہ مطبع ناصری فی شہر محرم الحرام فی بمبئی سنہ ۱۳۱۴ھ صفحہ ۲)

کہ تم پر ۹ رکعتیں اللہ منزل آیات کیلئے زوال اور صبح اور شام کے وقت فرض کی گئی ہیں۔ یعنی تین نمازیں۔ اور ہر ایک نماز کی تین رکعتیں مقرر کی ہیں۔ اور باقی نمازیں اور رکعات معاف ہیں:

قبلہ

"واذا اردتم الصلوٰۃ ولوا وجوھکم شطری الاقدس المقدس (ای عکاء) الذی جعلہ اللہ مطاف الملاء الاعلیٰ" صفحہ ۳

کہ جب تم نماز کا ارادہ کرو۔ تو تم میری پاک اور مقدس جانب منہ کرو (جو عکہ میں ہے) جو کہ ملاء اعلیٰ کے طواف کرنے کی جگہ ہے:

نماز جنازہ

"قد نزلت فی صلوٰۃ المیت ست تکبیرات من اللہ منزل الآیات والذی عندہ علم القراءۃ لہ ان یقرء ما نزل قبلھا والا عفا اللہ عنہ" صفحہ ۳

یعنے مردہ کی نماز میں چھ تکبیریں پڑھنی چاہئیں۔ اور جو پڑھنا جانتا ہے۔ تو جو کچھ پہلے نازل ہو چکا ہے۔ وہی پڑھ لے۔ ورنہ اس سے خدا تعالے نے معاف کر دیا ہے۔

نماز روزہ کے فرض ہونے کا وقت

"قد فرض علیکم الصلوٰۃ والصوم من اول البلوغ امرا من لدی اللہ ربکم ورب آبائکم الاولین من کان فی نفسہ ضعف من المرض او الھرم عفا اللہ عنہ"

کہ اے انسانو۔ جب تم بالغ ہو۔ تو اس وقت نماز روزہ تم پر فرض ہے۔ جو شخص بیماری یا بڑھاپے کیوجہ سے ضعیف ہے۔ تو اس سے نماز روزہ معاف ہے:

پانی نہ ملے تو کیا کرے

"ومن لم یجد الماء یذکر خمس مرات بسم اللہ الاطہر الاطہر ثم یشرع فی العمل" صفحہ ۴

جو پانی نہ پائے۔ تو وہ پانچ دفعہ بسم اللہ الاطہر الاطہر پڑھ کر عمل شروع کر دے:

نماز باجماعت ادا کرنا منسوخ

"کتب علیکم الصلوٰۃ فرادیٰ قد رفع حکم الجماعۃ الا فی صلوٰۃ المیت" صفحہ ۴

تم پر نماز اکیلے اکیلے فرض کی گئی ہے اور جماعت کا حکم اٹھایا گیا ہے۔ ہاں نماز جنازہ باجماعت ادا کرنی چاہیئے:

سفر کی نماز

"ولکم ولھن فی الاسفار اذا نزلتم واسترحتم المقام الامن مکان کل صلوٰۃ سجدۃ واحدۃ واذکروا فیھا۔ سبحان اللہ ذی العظمۃ والاجلال والموھبۃ والافضال" والذی عجز یقول۔ سبحان اللہ انہ یکفیہ" صفحہ ۴

اے مردو اور عورتو۔ جبکہ تم سفروں سے کسی امن کے مقام پر اترو۔ اور راحت حاصل کرو۔ تو اس وقت ہر نماز کی بجائے ایک سجدہ کر لو۔ اور اس میں سبحان اللہ ذی العظمۃ الخ پڑھو۔ اور جو یہ نہ پڑھ سکے۔ تو اس کو صرف سبحان اللہ کہنا ہی کافی ہے

حج

"قد حکم اللہ لمن استطاع منکم حج البیت (ای مدفنہ بعکاء) دون النساء عفا اللہ عنھن رحمۃ من عندہ"

خدا نے حکم دیا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو تم سے عکا کے حج کرنے کی طاقت رکھے۔ وہ حج کرے۔ مگر عورتوں کو معاف کر دیا ہے۔

چور کی سزاء

"قد کتب علی السارق النفی والحبس وفی الثالث فاجعلوا فی جبینہ علامۃ یعرف بھا" صفحہ ۱۰

یعنی چور کی سزا جلاوطنی اور قید ہے۔ اور تیسری دفعہ چوری کرے۔ تو اس کی پیشانی میں کوئی ایسی علامت لگا دینی چاہیئے۔ جس سے وہ شناخت کیا جائے۔

ضیافت

"قد رقم علیکم الضیافۃ فی کل شھر مرۃ واحدۃ ولو بالماء" صفحہ ۱

ہر مہینے میں تمہیں ایک دفعہ ضیافت کرنی چاہیئے۔ چاہے پانی کے ساتھ ہی کی جائے:

نکاح

"انہ قد حدد فی البیان برضاء الطرفین انا لما اردنا المحبۃ والوداد واتحاد العباد لذا علقناہ باذن الابوین" صفحہ ۱۸:

کہ بیان میں نکاح طرفین (لڑکے لڑکی) کی رضامندی پر موقوف تھا۔ مگر ہم اس کو ماں باپ کی اجازت سے معلق کرتے ہیں:

تین طلاق کے بعد رجوع جائز ہے

"قد نھاکم اللہ عما عملتم بعد طلقات ثلاث فضلا من عندہ" صفحہ ۱۹

خدا نے تمہیں اپنے فضل سے روک دیا ہے۔ جو تم تین طلاقوں کے بعد کرتے تھے:

منی پاک ہے

"قد حکم اللہ بالطھارۃ علی ماء النطفۃ" صفحہ ۲۲

خدا نے منی کو پاک ٹھہرایا ہے:

زکوٰۃ

"والذی تملک مائۃ مثقال من الذھب فتسعۃ عشر مثقالا للہ فاطر الارض والسماء" صفحہ ۳۲

جو شخص سو مثقال سونے کا مالک ہو وہ ۱۹ مثقال خدا کے لئے دے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید پر اپنی کتاب کی فضیلت

"من یقرء اٰیۃ من اٰیاتی لخیر له من ان یقرء کتب الاولین والاٰخرین" مٹ

کہ جو شخص میری آیات میں سے ایک آیت پڑھ لے گا۔ تو وہ اس کے لئے پہلوں اور پچھلوں کی کتابیں پڑھ لینے سے بہت بہتر ہے۔

اسی طرح اور باقی احکام لکھے ہیں۔ مثلاً کہ

اغلسوا ارجلکم فی کل یوم فی الصیف فی الشتاً کل ثلاثۃ ایام مرۃ واحدۃ۔ کہ تم گرمیوں میں روزانہ اور سردیوں میں ہر تین دن کے بعد ایک دفعہ پاؤں دھوؤ اور ہر ایک ۱۹ مہینے کے بعد گھر کے سامان کی تجدید کرو مٹا

اور حرم علیکم السوال فی البیان عفا اللہ من ذالک لتسئلوا ما شئتم (بیان الفسکیر) مٹا

کہ بیان میں تو سوال سے منع کیا گیا تھا۔ مگر خدا تعالے نے تمہیں معاف کر دیا۔ اب جس چیز کی ضرورت ہو۔ تم مانگ سکتے ہو۔

(بقیہ صفحہ ۶)

اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا تبع نہ ہو" (براہین احمدیہ حصہ پنجم مٹ۱۳۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

"نبی کا شارع ہونا شرط نہیں۔ یہ صرف موہبت ہے۔ جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اسی طرح شہادت القرآن مٹ۲۳ میں فرماتے ہیں:۔

"بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے۔ کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے۔ کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں۔ پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں"

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے"

(بدر۔ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

ان تینوں حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبی کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ کہ کوئی شریعت بھی لائے۔ بلکہ آپ کے نزدیک بنی اسرائیل میں ایسے کئی نبی گذرے ہیں۔ جو شریعت نہیں لائے تھے"

(دیکھو کتاب حقیقت النبوت مٹ۸)

جناب مولوی صاحب! بتلاؤ جو شخص جناب میاں صاحب کی اس کتاب کے مذکورہ بالا حوالوں کو جاننے والا ہوگا۔ وہ آپ کے اس مکتوب کو جو پیغام میں شائع ہوا ہے۔ پڑھکر آپ پر حسن ظنی رکھے گا۔ یا پہلے سے بھی زیادہ بدظن ہو جائیگا۔

(مولوی) نظام الدین (صاحب) از جموں

ہمارا نبی!

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۷)

سوال ۹۵:۔ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت عورت کا درجہ کیا تھا۔ اور اسلام نے جو درجہ عورت کا مقرر کیا۔ اس کا مقابلہ کرو۔

جواب:۔ عورت کا جو درجہ اُس وقت مختلف مذاہب میں تھا۔ وہ بہت گرا ہوا تھا۔ اور جو سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ وہ قابل شرم تھا۔ لیکن اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام نے عورت کو بمقابلہ دیگر اقوام۔ مذاہب اور ملکی قوانین کے جس درجہ پر پہنچا دیا۔ وہ ذیل کے احکام سے ثابت ہے۔

(۱) ومن اٰیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔ ترجمہ۔ یہ خدا تعالے کے نشانات میں سے ہے۔ کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے۔ تاکہ ان سے تسکین حاصل کرو۔ اور تم میں محبت اور مودت اور مہربانی پیدا کر دی (سورۃ الروم رکوع ۳)

(۲) ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ وہ تمہارا لباس ہیں۔ اور تم ان کا لباس ہو (بقرہ رکوع ۲۳)

(مساوات)

(۳) ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔ عورتوں کا مردوں پر ویسا ہی حق ہے۔ جیسا کہ دستور کے مطابق مردوں کا عورتوں پر۔ (بقرہ رکوع ۲۹)

حقوق

(۴) ومن یعمل من الصٰلحٰت من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ۔

اور جو نیک کام کرے گا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو۔ ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ (النساء رکوع ۱۸)

(۵) للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن۔ مردوں کو ان کاموں کا ثواب جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کا ثواب جو انہوں نے کئے۔

(النساء رکوع ۵)

(۶) للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر۔ مردوں کا بھی حصہ ہے اس مال میں جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں۔ اور عورتوں کا بھی حصہ ہے۔ اس مال میں جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت۔ (سورۃ النساء رکوع ۲)

(۷) ان الجنۃ تحت اقدام امھاتکم (بخاری) جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے نیچے ہے۔

ایک دفعہ جابرؓ آئے۔ کہ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ کہ کیا تمہاری والدہ زندہ ہے۔ کہا کہ ہاں۔ اس پر حضور صلعم نے فرمایا۔ کہ فالزمھا فان الجنۃ عند رجلھا۔ اس کی خدمت کر اُس کے قدموں میں جنت ہے۔

(۸) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کون ایسا شخص ہے۔ جسکی میں خدمت کروں۔ حضورؐ نے امک تین مرتبہ فرمایا۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخص نے پوچھا۔ کہ اس کے بعد کون ہے۔ تو حضورؐ نے یہی فرمایا۔ کہ امّک چوتھی مرتبہ فرمایا۔ کہ ابوک یعنی تیرا باپ :

(۹) حضور صلعم نے مستورات کے متعلق فرمایا:۔ کہ

(الف) عورت اپنے شوہر کے گھر اور اولاد پر ایک حکمران ہے :

(ب) وہ تمہارے ہاتھوں میں خدا کی امانت ہیں :

(ج) آگاہ رہو۔ کہ جو شخص عورت کی بدمزاجی پر صبر کرتا ہے۔ اور اسے خدا کے نزدیک ثواب کا کام سمجھتا ہے اسے شکر گذاری کا ثواب ملتا ہے :

حضور نے لڑکیوں کے متعلق فرمایا۔ خیر اولادکم البنات۔ تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں۔ انعم الولد البنات المخدرات۔ بہترین اولاد پردے میں بیٹھنے والی لڑکیاں ہیں۔

سوال ۹۶:۔ حضور کے طرز عمل کے متعلق جو حضور نے ازواج مطہرات سے فرمایا ہو مثال بیان کرو +

جواب:۔ تین مثالیں نمونے کے طور پر مختصراً بیان کیجاتی ہیں:۔

اوّل:۔ ایک مرتبہ دوران سفر میں شتربان نے اس اونٹ کو جس پر حضور کے ہمراہ ازواج مطہرات سوار تھیں۔ کچھ تیز چلایا تو حضورؐ فرمانے لگے کہ کانچ کے شیشوں کو ٹھیس نہ لگے:

دوم۔ ایک مرتبہ اس اونٹ کا جس پر حضورؐ اور حضرت صفیہؓ سوار تھے۔ پاؤں پھسل گیا دونوں گر گئے۔ ابوطلحہ نبی کریم صلعم کی طرف بڑھے۔ مگر حضورؐ نے فرمایا۔ پہلے خاتون کی طرف توجہ کرو +

سوم۔ حضرت نبی کریم صلعم ازواج مطہرات کو اونٹ پر سوار کراتے وقت اکثر اپنا گھٹنہ آگے کر دیا کرتے تھے جس پر پاؤں رکھ کر وہ سوار ہوا کرتی تھیں۔ ان حالات کو دیکھ کر کون یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ کسی مذہب میں بھی عورت کو وہ درجہ وہ عزت اور وہ مساوات حاصل ہے۔ جو مذہب اسلام نے اسے دیا ہے +

سوال:۔ رسول کریم صلعم نے کس عمر میں اور کس تاریخ و وقت اس دار فانی سے رحلت فرمائی؟

جواب:۔ حضورؐ ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء بروز دوشنبہ بوقت چاشت ۶۳ سال اور ۵ یوم کی عمر میں رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید +

نوٹ:۔ میں نے ۱۹۲۹ء میں نہایت مختصر پیرایہ میں لائف حضور نبی کریم صلعم کے حالات فاروق میں شائع کئے ہیں۔ اب ۱۹۳۰ء میں انشاء اللہ اس سے مفصّل حالات درج اخبار کرنے کے لئے حضورؐ کی شروع زندگی سے آخیر تک کے انشاء اللہ ناظرین فاروق کے لئے پیش کروں گا:

(خانصاحب) عبد المجید خان ڈھلواں

وصیت ۳۰۰۸:۔ میں مریم بی بی زوجہ نظام الدین قوم نجار پیشہ نجاری عمر ۶۰ سال ساکن گھوگہ بٹہ سمتولہ میراں پور ڈاکخانہ میراں پور تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائداد بصورت مہر ۴۳۲ روپیہ اور بصورت زیورات ۶۸ روپیہ کل پانصد روپیہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں نقد داخل کرتی ہوں۔ فقط +

گواہ شد:۔ نشان انگوٹھا مستری نظام الدین خاوند موصیہ

العبد:۔ نشان انگوٹھا مریم بی بی اہلیہ مستری نظام الدین

گواہ شد:۔ بقلم سید لال شاہ احمدی اول مدرس میراں پور

وصیت ۳۰۰۹:۔ میں عبد السلام ولد صاحبزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ قوم سید عمر ۳۰ سال ساکن قلعہ احمدیہ نہر خوست ڈاکخانہ سرائے نورنگ تحصیل لکی سروت ضلع بنوں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۹ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ ۳۔ میری موجودہ جائداد تخمیناً چار سو کنال زمین نہری زراعتی واقعہ نہر صاحبزادہ خوست سرائے نورنگ ضلع بنوں ہے

العبد: صاحبزادہ عبد السلام بقلم خود +

گواہ شد:۔ صاحبزادہ احمد ابو الحسن، قدسی برادر موصی مذکور

گواہ شد:۔ ملک میر احمد افغان ضلع بنوں حال باشندہ قادیان شریف +

وصیت ۳۰۵۷:۔ میں محمد شریف ولد چوہدری محمد دین قوم جٹ پیشہ وکالت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۹/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت کوئی جائداد میری مملوکہ نہیں۔ کپڑوں، کتابوں وغیرہ کی جن کی مجموعی قیمت غالباً ۱۵۰۰/- روپے ہوگی۔ اپنی آمدنی جو تقریباً ۳۰۰/- روپے ماہوار ہے کا ۱/۹ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا میرا کوئی متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی نویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی + ۳/۹/۱۹۲۹

العبد: محمد شریف وکیل منٹگمری +

گواہ شد:۔ نذیر احمد خاں کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ منٹگمری +

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم بقاپوری احمدی مبلغ +

انیسویں صدی کا مہرشی

یہ شہرہ آفاق کتاب نہایت مفید اور اپنے مضمون میں مکمل ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی تھی جس کا ذکر خیر ہر سال اور ہر بے محل موقعہ پر آریہ اخبارات میں کسی نہ کسی رنگ سے ہوتا رہتا ہے۔ اس نایاب اور لاجواب کتاب کے چھ نسخے ہیں اب دستیاب ہوئے ہیں۔ اس کی موجودہ قیمت دو روپیہ ہے۔ جو شائقین کے واسطے اس وقت بہت ارزاں ہے۔ صرف پانچ درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔ دفتر فاروق سے طلب کریں +

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)